ایران نوین

ایران نوین میگزین-شمارہ 21 - 2024

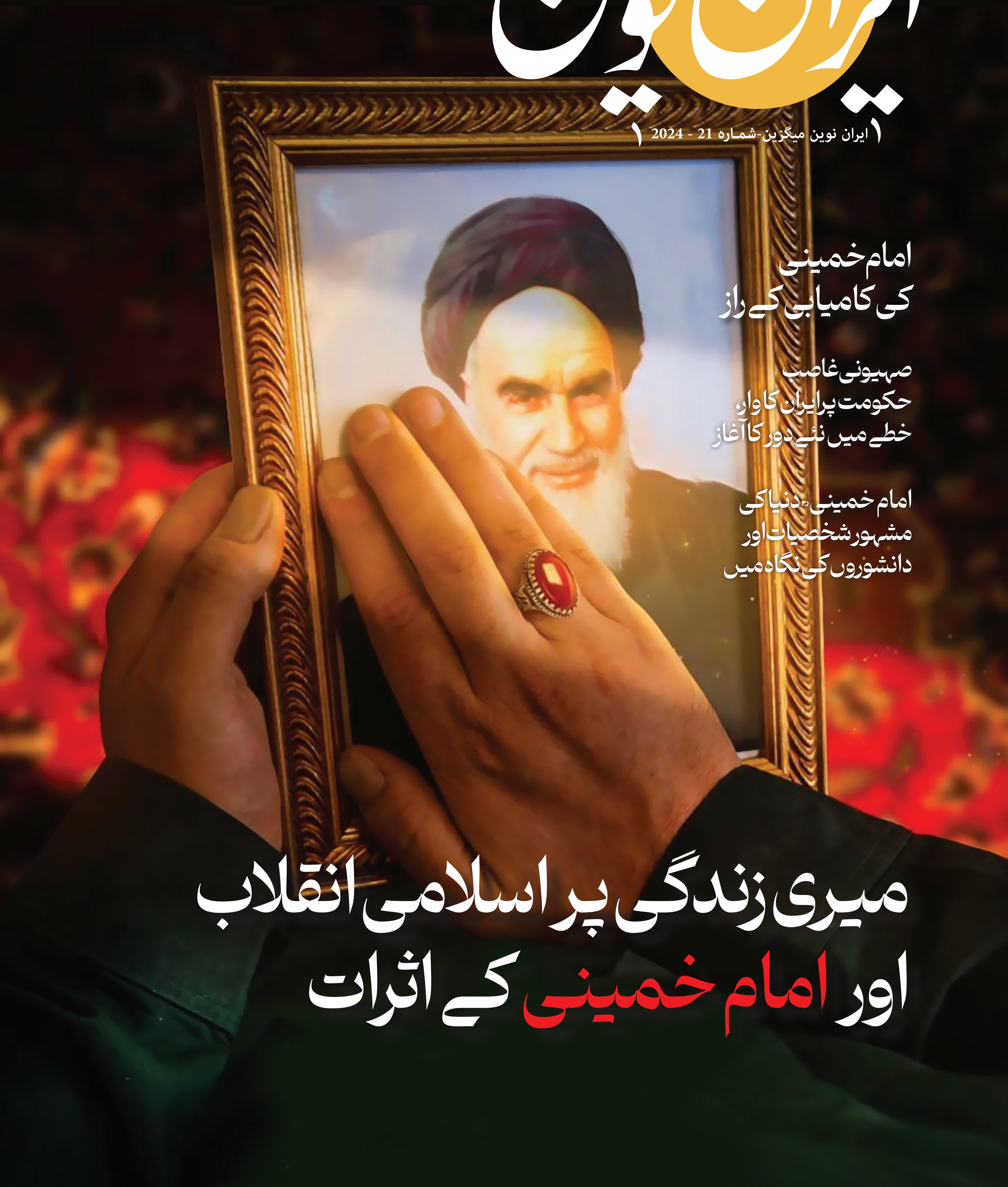

امام خمینی کی کامیابی کے راز

صہیونی غاصب حکومت پر ایران کا وار، خطے میں نئے دور کا آغاز

امام خمینیؒ دنیا کی مشہور شخصیات اور دانشوروں کی نگاہ میں

میری زندگی پر اسلامی انقلاب اور امام خمینی کے اثرات

شہدائے ڈپلومیسی امن و محبت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

شہید ڈاکٹر رئیسی انقلاب کے ایک مثالی سپاہی 4
محمد مہدی ایمانی پور

اداریہ 8
مہدی فیاضی

میری زندگی پر اسلامی انقلاب اور امام خمینی کے اثرات 9
معصومہ اسعد پاز

امام خمینی کی کامیابی کے راز 18
سید مہدی موسوی

مغربی ایشیا ایک نئے نظام کےانتظار میں! 22
محسن پاک آیین

صہیونی غاصب حکومت پر ایران کا وار، خطے میں نئے دور کا آغاز 24
ڈاکٹرمحمد رضا دہشیری

امام خمینی کی نگاہ میں خواتین کے انفرادی، خاندانی اور سماجی کردار 28
فاطمہ ابراهیمی ورکیانی

امام خمینیؒ دنیا کی مشہور شخصیات اور دانشوروں کی نگاہ میں 32

شہرخمین کے دلفریب سیاحتی مقامات 34

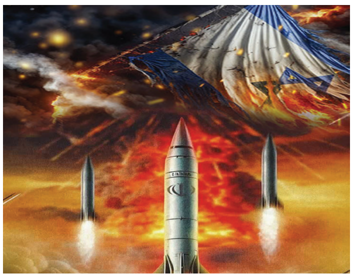

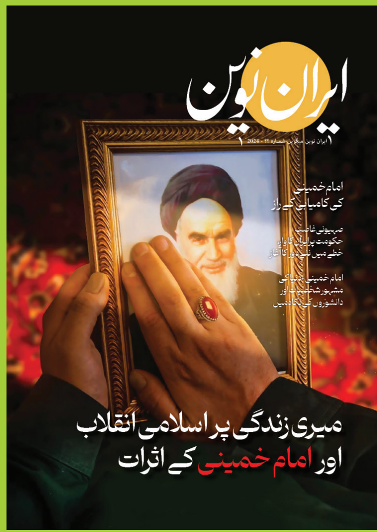

ایران نوین میگزین-شمارہ 21 - 2024

مدیراعلیٰ: انجینئر مہدی فیاضی
ایڈیٹر ان چیف: محمد رضا کمیلی
مدیرنشر و اشاعت: مریم حمزہ لو
ڈیزائنگ: امید بہزادی
سرکولیشن منیجر: فاطمہ سارا کمیلی
پروڈکشن اسسٹنٹ و مترجم:
حجت الاسلام غلام مرتضیٰ جعفری
علمی نظارت: ڈاکٹر جواد حیدر ہاشمی
نظرثانی: ساجدہ جعفری
بتعاون: الہدی انٹرنیشنل پبلیکیشنز

ھیئت تحریریہ:
مہدی فیاضی، حجۃ الاسلام ڈاکٹرغلام مرتضی جعفری، معصومہ اسعدپاز
ساجدہ جعفری،فاطمہ ابراہیمی ورکیانی
محسن پاک آئین، سید مہدی موسوی
ڈاکٹرمحمد رضا دہشیری

Advertising Offic:
Magazine of ITF , Tehran
Islamic Republic of Iran
Tel: +9821 88934302
+9821 88934303
Fax: +9821 88902725
Website: https://alhoda.ir
https://itfjournals.com
Email: alhodapub@gmail.com

شہید ڈاکٹر رئیسی
انقلاب کے ایک مثالی سپاہی

تحریر: محمد مهدی ایمانی پور
ادارہ «سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی» کے سربراہ

اسلامی جمہوریہ ایران نےاسلامی انقلاب کےآغاز سے ہی دنیا کے کونے کونے میں موجود مظلوموں اور ستمدیدہ افراد کی حمایت اورمدد کا اصولی موقف اپنایا ہوا ہے۔ شہید حجۃ الاسلام و المسلمین ڈاکٹرسید ابراہیم رئیسی کی حکومت ایک ایسے وقت میں برسراقتدار آئی کہ پوری دنیا خاص کرمغربی ایشیائی خطہ فسادات اور شدید تناؤ کی لپیٹ میں تھا؛ اس کے باوجود انقلاب اسلامی کی ۱۳ویں

حکومت کا نظریہ یہ تھا کہ مسلم امہ اس نئےعالمی نظام میں ایک موثر اندازمیں موجود رہے اورخطہ سمیت دنیا کے تمام ممالک کے ساتھ مساوی اور برابری کے سطح پر تعلقات قائم کئے جائیں۔

کسی بھی نظریے سے ہٹ کر شہید ڈاکٹرسید ابراہیم رئیسی یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ اسلامی ثقافت اوراسلامی تہذیب کی گہرائیوں سے جنم لینے والے نظریے کے تحت ہی سیاسی معاملات، انصاف، مساوات اور جامع امن کی طرف بڑھنا ممکن ہےاور ہرقسم کے تشدد اور فسادات سے دور ایک پرامن معاشرہ تشکیل دیاجاسکتا ہے، اس سیاسی نظریے نے آیت اللہ رئیسی کے اسٹرٹیجک افکار کی گہرائی کو ظاہر کیا جو کہ اسلامی انقلاب کی بنیادی اصولوں سے مرتبط تھا۔

اس حکومت کی ذہانت کا اندازہ اس بات سےلگایاجاسکتاہےکہ یہ حکومت خارجہ پالیسی اور سفارتکاری کے میدان میں قومی مفادات کااحترام کرتے ہوئے آگے بڑھنے اور خطے کے تمام ممالک کے ساتھ برابری کے سطح پراچھے تعلقات کے خواہاں رہی ہے۔ آیت اللہ رئیسی اچھی طرح جانتے تھے کہ انصاف کے حصول کےلئےسفارتی سطح پر مذاکرات اور گفتگو ہی قوموں کے درمیان اتحاد، دوستی اور ہم آہنگی پیدا کرسکتی ہے۔ اقوام متحدہ کے کئی اجلاسوں میں ان کی شاندار موجودگی اور کلام الٰہی پر مبنی تمام مذاہب کے ماننے والوں کے مشترکہ عقائد پر مشتمل گفتگو اس ممتاز شخصیت کی درک اور فہم کی علامت تھی۔

انقلاب اسلامی کی 13ویں حکومت کی قابل فخرسفارتی کوششوں میں سے ایک مسئلہ فلسطین اور فلسطین کے مظلوم عوام کے خلاف صہیونی حکومت کے جرائم کو روکنے کی کوشش تھی، جس میں وزیرخارجہ ڈاکٹرامیرعبداللہیان نے کلیدی کردار ادا کیا۔ ڈاکٹرسید ابراہیم رئیسی ایک سچے، انتھک محنتی اور خدمت گزار انسان تھے، جس کی وجہ سے نہ صرف ایران؛ بلکہ ہمسایہ ممالک اور پوری دنیا میں مقبول تھے۔ مختلف ممالک میں کئی روزہ سوگ کا اعلان اور دنیا بھرکی شخصیات کی جانب سے تعزیتی پیغامات سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا کے لوگوں کے دلوں میں آیت اللہ رئیسی کےلئے کتنی محبت تھی؛ جیسےکہ رہبرمعظم انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ‌ای نے فرمایا کہ«ہمارے عزیز رئیسی انتھک محنتی تھے وہ خستگی اور تھکاوٹ کونہیں جانتے تھے۔ ایرانی قوم نے اس المناک واقعے میں ایک صمیمی، مخلص اور قابل قدر خدمتی انسان کوہاتھ سے دے دیا»۔ اگرچہ اس وقت اسلامی جمہوریہ ایران کے خدمت گزارصدر اور وزیر خارجہ جناب ڈاکٹرامیرحسین عبداللہیان کی رحلت ایران کے عوام اور دیگر حق پرست اور انصاف پسندوں کے لیے نہایت دردناک ہے؛ لیکن اسلامی جمہوریہ ایران نے بارہا ثابت کیا ہے کہ اس میں سیاسی استحکام ہے اور اسلامی انقلاب کے دانشمندانہ قیادت کے سائے میں وہ کسی بھی بحران پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالی شہید صدر، وزیرخارجہ اور ان کے رفقاء پراپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

صدر مملکت آیت اللہ رئیسی اور ان کے ساتھیوں کی شہادت پر ادارہ «سازمان فرہنگ و ارتباطات اسلامی» کے سربراہ کا تعزیتی

پیغاماسلامی جمہوریہ ایران کے ادارے «سازمان فرھنگ و ارتباطات اسلامی» کے سربراہ حجة الاسلام والمسلمین ایمانی پور نے اپنے ایک پیغام میں ایران کے صدر حجت الاسلام والمسلمین سید ابراہیم رئیسی اور ان کے ہمراہ وفد کی شہادت پر تعزیت پیش کی ہے:ولا تحسبنّ الّذین قتلوا فی سبیل اللّه أمواتًا ۚ بل أحیاءٌ عند ربّهم یرزقون۔انالله و اناالیه راجعون

-ہمارے ملک کے مقبول، پرعزم اور محنتی صدر حضرت آیت اللہ رئیسی اور ان کے معزز ساتھیوں کی شہادت کی خبر موصول ہوئی اور ایک ناقابل بیان غم و اندوہ کا باعث بنی۔ مکتب اسلام اور انقلاب اسلامی کے اس تربیت یافتہ عالم نے پورے خلوص کے ساتھ عوام کی خدمت کے لئے اپنی جان وقف کردی تھی اور اپنی بابرکت زندگی کے آخری لمحات تک اس مقدس اور الٰہی ہدف سے ایک لمحے کے لیے بھی

غافل نہیں ہوئے۔ شہید صدر حضرت آیت اللہ رئیسی نے تمام ترصلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مکتب، اسلامی نظریات، بنیادی اصولوں کے دفاع، ملک کی ثقافت، اقتصاد، سماجی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں دن رات کوشش کیں جس کا ہرعام و خاص معترف ہے۔

-شہید آیت اللہ رئیسی کی ثقافت اور ثقافتی سفارت کاری کے میدان میں رہبر معظم انقلاب اسلامی کی خواہشات کے مطابق بے دریغ حمایت اور خدمات سے انقلاب اسلامی کی 13ویں حکومت کا نام روشن ہوا۔

-اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام جمہوریہ ایران کے چاہنے والوں کےلئے یہ ناگوار حادثہ نہایت سخت اور ناقابل برداشت ہے؛ ہم امام رضاعلیہ السلام کی ولادت باسعادت کے دن امام رضا علیہ السلام سے متوسل ہوتےہوئے اس عظیم مصیبت کو سہنے اور الہی تقدیر اور حکم کےسامنے سرتسلیم خم کرتے ہیں۔

- بلاشبہ ہمارے شہید صدر کی بے لوث خدمات اور مخلصانہ کاوشیں ان کی ابدی زندگی میں قابل قدر معاون ثابت ہوں گی ۔

-ایرانی قوم کے اس عظیم خادم کی شہادت حضرت صاحب الزمان، رہبر معظم انقلاب اسلامی حضرت امام خامنہ ای، شہید کے سوگوار خاندان، بالخصوص شہید کی زوجہ محترمہ ڈاکٹر جمیلہ علم الہدی، مشہدمقدس کے امام جمعہ جناب آیت اللہ علم الہدی، حکومتی کابینہ کے تمام معزز اراکین اور دیگر پسماندگان کی خدمت میں تسلیت و تعزیت پیش کرتے ہیں۔ ہم سب دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالی شہید آیت اللہ رئیسی اور ان کے معززساتھیوں کو ائمہ معصومین علیہم السلام، امام راحلؒ، ابرار اور صالحین کے ساتھ محشورفرمائے۔

مہدی فیاضی

فتح الفتوح امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایران سمیت دنیا بھر میں بسیجی کے نام سے ایک گروہ کی تربیت کی، آپ نے بسیجیوں کی پرورش کچھ اس طرح سے کی جیسے آسمانوں میں فرشتے اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ اسی طرح زمین پر بسیجی، امام خمینی کے فرمانبردار بنے۔ (واضح رہے کہ بسیج فورس، صرف ایک فوجی مسلح تنظیم کا نام نہیں ہے؛ بلکہ ایک ثقافت، ایک کلچر، ایک نظریے کا نام ہے۱۔) امام خمینی نے بسیجی کو بنایا؛ تاکہ اللہ کا مخلص لشکر بن کر ایمان، تقوی اور پوری کوشش کے ساتھ معاشرے کی خدمت کرے۔

امام خمینی نے ان بسیجی افراد کے ذریعے عقلی، مقبول، متعادل، متوازن اور انقلابی اسلام کو کتابوں اور خاندانوں کے اندر سے نکال کر حاکمیت میں منتقل کیا؛ تاکہ معاشرہ انسانیت اور اخلاق میں تیزی کے ساتھ ترقی کرے۔ آپ نے امریکی جعلی اسلام کے انحرافات کے مقابلے میں خالص محمدی اسلام کی مٹھاس دنیا کے سامنے پیش کی۔ امام خمینی (رح) نے پوری استقامت کے ساتھ ۲۵ سال تک استکبار کے خلاف، مسلمان اور غیر مسلمان مظلومین کی عالمی تحریک کی قیادت کی، آپ نے مظلوموں کی آزادی اور جمہوریت کا ایک مضبوط طریقہ بتایا، آزادی پسند لوگوں کے دلوں اور خیالات کو انقلاب سے مربوط اور ہم آہنگ کردیا۔یہی وجہ ہے کہ عالمی درندہ صفت طاقتوں نے امام خمینی کے افکار کی، کامیابی اور فروغ کو روکنے کےلئے مختلف قسم کی پابندیاں اور جنگیں مسلط کرنے کے علاوہ ہرقسم کا اثر ورسوخ بھی استعمال کیا؛ اس کے باوجود باربار وہ اپنی سازشوں میں ناکام رہے اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا ۔ اللہ تعالی امام خمینی کو غریق رحمت فرمائے۔

امام خمینی (رح) کے بارے میں مزید جاننے کے لیے کتاب نور کا مطالعہ کرنے کی سفارش کی جاتی ہے جو کہ ان کے کلام اور خطوط کا مجموعہ ہے۔

---

۱ ۔ آیت اللہ خامنہ ای/ https://urdu.khamenei.ir/news/

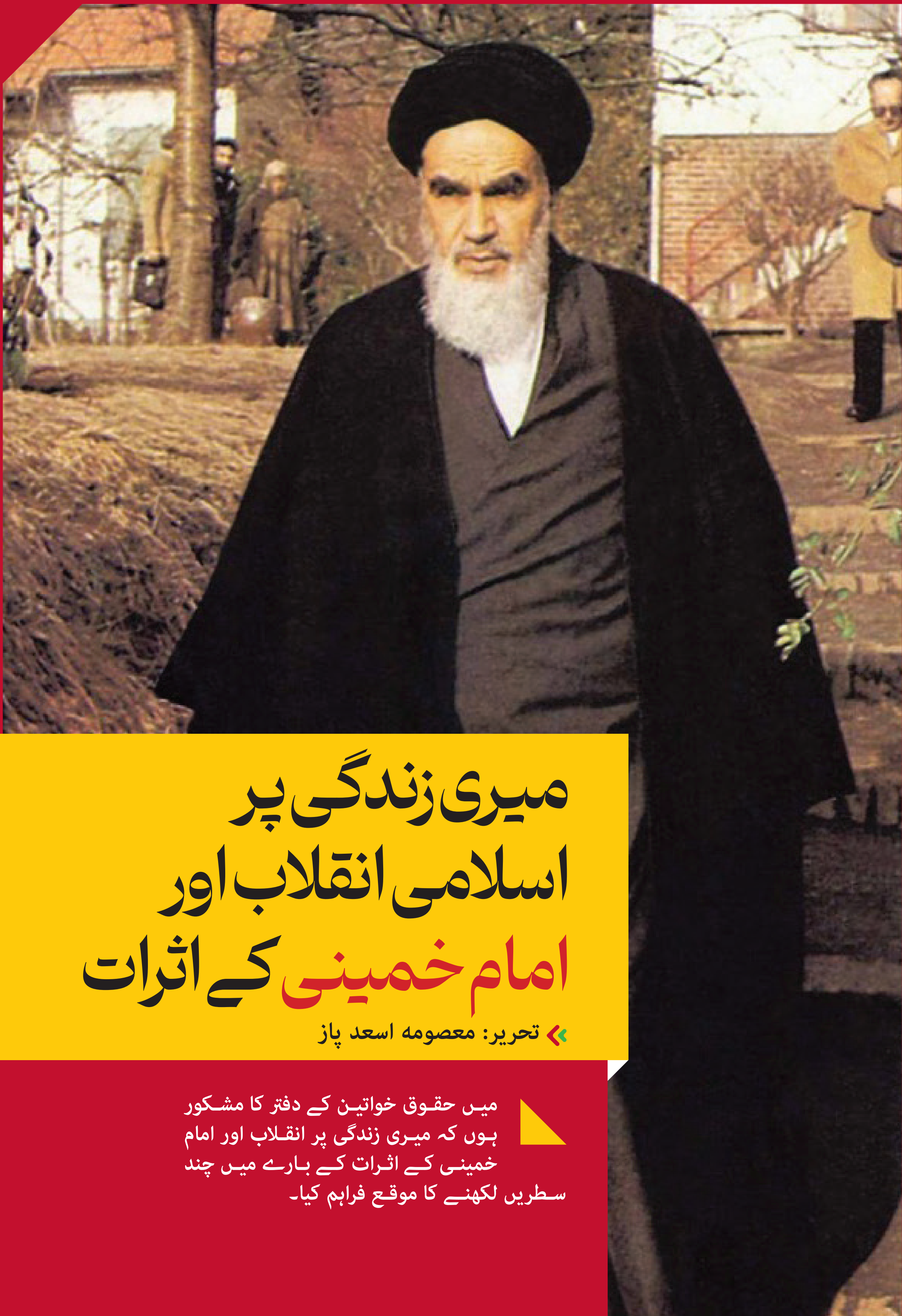

میری زندگی پر اسلامی انقلاب اور امام خمینی کے اثرات

تحریر: معصومہ اسعد پاز

میں حقوق خواتین کے دفتر کا مشکور ہوں کہ میری زندگی پر انقلاب اور امام خمینی کے اثرات کے بارے میں چند سطریں لکھنے کا موقع فراہم کیا۔

بلاشبہ، یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جس نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے؛ کیونکہ انقلاب اس وقت کامیاب ہوا جب میں نوعمرتھی۔ اس وقت اگرچہ میرا تعلق ایک مسلمان گھرانے سے تھا؛لیکن اسلام کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابرتھے۔ بس میں اللہ، رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ و سلم، ان کی ہمسر گرامی حضرت خدیجہ، ان کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہرا اور ان کے نواسے حضرت امام حسن اور امام حسین سلام اللہ علیہم اجمعین پر ایمان رکھتی تھی۔ ان سب کا احترام کرتی تھی، اہل بیت کا احترام اس لئے کرتی تھی کہ وہ حضرت رسول اکرم کی آل ہے، اس لئے نہیں کہ وہ معصوم ہیں!، واجب الاطاعت ہیں، اللہ نے ان کی اطاعت ہم پر فرض کیا ہے، بس رسول اکرم کی عترت ہونے کی وجہ سے ان کا احترام کرتی تھی بس!۔ امامت کے بارے میں خاص علم نہیں تھا، امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں بھی کوئی خاص نہیں جانتی تھی۔ شرعی احکام کے بارے میں بھی معلومات نہ ہونے کے برابر تھے۔ اسی طرح یہ بات کہنا اہم ہے کہ انقلاب اسلامی سے پہلے اسلام کی نمایندگی وہابیت کرتی تھی، خاص کر آل سعود اور ان کے اہلکار خود کو اسلامی نمونہ معرفی کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ درحقیقت ہم نے جس اسلامی اسکول میں تعلیم حاصل کی وہ عربیت اور اسلام کے نعرے کے تحت قائم کیا گیا تھا اور اسے سعودی عرب کی حمایت حاصل تھی۔ وہاں مسلمانیت اور انسانیت سے زیادہ عربی ہونے پر فخر کیا جاتا تھا۔ سارے اساتید سنی تھے، اہل سنت سعودی سفارت خانے سے مرتبط تھے؛ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت عربیت کے سائے میں تمام شیعہ سنی متحد تھے، ان میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آرہا تھا؛ کیونکہ ہم سب عرب تھے، عرب ہونا اس زمانے میں سب سے اہم تھا۔ کسی قسم کی مذہبی، قومی یا سیاسی سوچ اورمداخلت کے بغیرعربیت کا دفاع کرنا ضروری ہوتا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب عربی کھانے، خلیل جبران کی شاعری، عربی رقص اور عربی زبان کی شان تھی!۔ اُس دور میں امریکی اسلام کی طرح، دینی اور قرآنی کلاسز کے ساتھ ساتھ عربی ڈانس کی کلاسز بھی ہوتی تھیں۔ بچوں کی عرب شناخت ایسی تھی کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارا مذہب کیا ہے تو وہ بغیر کسی سوچ بچار کے یہی کہتے عرب!؛ یعنی خود کو عربی کہنے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ اگر ان سے پوچھا جاتا کہ ان کی قومیت کیا ہے تو جواب عرب ہی ہوتا تھا؛ انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ وہ شامی ہیں، لبنانی ہیں، عراقی ہیں یا سعودی، کیونکہ وہ سب عرب تھے۔ ان حالات میں امام خمینی نے ایران میں شاہ کا تختہ الٹ دیا، ملکِ ایران میں آمریت کا خاتمہ ہوا اور انقلاب کامیاب ہوا، سنہ 1982 میں انقلاب کی یہ روشنی ارجنٹائن تک پہنچی۔ اس دور میں خمینی کے خلاف منفی تبلیغات کا عروج تھا؛ کیونکہ انہوں نے بادشاہت کا تختہ الٹ کر ایک اسلامی جمہوریت قائم کی تھی؛ جبکہ مغرب نے اس جمہوریت کو آمریت کے برابر قرار دے کر منفی تبلیغات کرنا شروع کردیا تھا۔ ہمیں سچائی تلاش کرنے اور اس انقلاب کے اصولوں پر ایمان لانے اور امام خمینی کے حقیقی کردار کو دکھانے کے لیے بہت سے پردے ہٹانے پڑے اور بہت سے سوالات کے جوابات دینے پڑے۔ دنیا بھر میں امام کے خلاف اتنی منفی تبلغات کی گئیں کہ امام کو آمر اور شیطان تک سے تشبیہ دی گئی! سماجی تخیل میں یہ تصویر نصب کی گئی کہ امام ایک آمر ہے، کہ انہوں نے عورتوں کو پردہ کرنے پر مجبور کیا ہے، ایرانی عورت مظلوم ہے۔۔۔ !!

خمینی نے ایرانی قوم پرجہاد مسلط کیا ہے--- وغیرہ وغیرہ جب میں 15 سال کی تھی تو میرے ذہن میں بھی یہی باتیں اور یہی تصورات تھے؛ کیونکہ میں بھی انہی تبلیغات سے متاثرتھی، یہاں تک کہ میرے ملک میں آنے والے ایرانیوں سے میری ملاقات ہوئی۔ جب میں نے ایرانی تارکین وطن سے نہایت تعجب کے ساتھ امام خمینی کی جانب سے رونما ہونے والے مظالم کے متعلق سوال کیا توانھوں نے امام خمینی کی اصل شخصیت، روحانیت اور انسانیت کے بارے میں بتایا، ان کی بہت تعریفیں کرتے ہوئے کہا کہ امام خمینی ایک بے مثال لیڈر ہیں۔ میں بہت متاثر ہوئی، جب میں نے دیکھا کہ اگر کوئی ان پر تنقید کرتا ہے وہ کس طرح امام کا دفاع کرتے ہیں: وہ امام کا فاع کرتے ہوئے کہتے کہ «امام ہمارے لئے سب کچھ ہیں»۔ میں ایک سیکولر ملک میں رہتی تھی، مجھے نہیں معلوم تھا کہ لیڈر کیا ہوتا ہے!، میں اس حیرت انگیز محبت کو نہیں سمجھ سکتی تھی؛ لیکن جیسے جیسے میں اسلامی احکام اور اسلامی نظام سے زیادہ واقف ہوتی گئی، میں امام کے کردار کو مزید سمجھنے لگی اور بنیادی طور پر میں نے محسوس کیا کہ اب میری زندگی کو صحیح راستہ مل چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام خمینی نے اپنی عظیم حکمت سے ایک ایسے انقلاب کی رہبری اور قیادت کی جو سرحدی حدود سے بالاتر تھا اور ان کا مقصد یہ تھا کہ نورانیت کو پوری دنیا میں پھیلایا جائے؛ تاکہ روحانیت اور دین کو عالمی اسکتبار اور منافقت سے نجات دلا سکے۔ ان کی اس حکمت نے میری زندگی بھی بدل کر رکھ دی تھی۔ اس وقت تک میں دنیا کو ہی سمجھ نہ سکی تھی۔ تب مجھے دنیا کی سمجھ آئی کہ انقلاب اور امام کے ناقابل تسخیر جذبے نے مجھے ہر دن بہتر سے بہتر ہونے کی طاقت دی اور ہمیں دنیا پر حکمرانی کرنے والوں کا حقیقی چہرہ دکھایا؛ تاکہ ہم دھوکے میں نہ آئیں۔ میرے لیے سب کچھ بدل گیا اور یہ ایک لمبی نیند سے جاگنے جیسا تھا۔

اسلام سے واقفیت

میں حقیقت اور حقیقی اسلام کو جاننے کی تجسس میں تھی؛ اگرچہ میں پہلے سے ہی مسلمان تھی، میرے ذہن میں بہت سے سوالات تھے؛ کیونکہ میں نے اس وقت تک جس اسلام پرعمل کیا تھا وہ محمدی اسلام سے بہت دورتھا۔ میں نے بطور مسلمان اپنی کھوئی ہوئی شناخت تلاش کرنا شروع کی۔ میں مسلمان تو تھی؛ لیکن میں پنجگانہ نماز تک نہیں پڑھتی تھی، میں مسلمان توتھی؛ لیکن میں نے حجاب نہیں پہنا، میں شیعہ مسلمان تو تھی؛ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ شیعہ ہونے کا کیا مطلب ہے!؟ ہم میں اور سنیوں میں کیا فرق ہوتا ہے؟۔ میں پہلے جیسی زندگی نہیں گزارسکتی تھی، اب یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ حقیقت نہ جانوں! اب مجھے فیصلہ کرنا تھا کہ کیا بننا ہے، کیا میں اپنی زندگی، پہلے کی طرح جاری رکھ سکتی ہوں؟ گویا میں یہ نہیں جانتی تھی کہ اسلام کیا کہتا ہے؟ کیا میں اس حقیقت کو نظر انداز کر سکتی ہوں؟؛ جب کہ بہت سے شہیدوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں دی ہیں اور یہ پیغام مجھ تک اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچ چکا ہے؟ عشق خدا میں اپنی جان تک دینے والا ایک ایسا پیغام تھا جس نے مجھے بہت متاثر کیا اور مجھے ایک باعمل مسلمان ہونے، سچ پوچھنے اور تلاش کرنے کی ترغیب دی۔ یہ سب کچھ آسان نہیں تھا، یہ ایک دم نہیں ہوا تھا؛ بلکہ یہ بتدریج ہوا۔ اس عمرمیں

مجھے بہت سے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا؛ کیونکہ میرے علم کی ترقی کے ساتھ، میں جانتی تھی کہ مجھےاس پرعمل کرنا ہے، اور مجھے کئی بار ماحول اور معاشرے کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ وہ وقت ہے جب میں نے شہیدوں اور مجاہدوں (خدا کی راہ میں لڑنے والے) کی قربانیوں اور شاہ کے مقابلے میں امام خمینی کی طاقت کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ امام خمینی شاہ سے نہیں ڈرتے تھے؛ کیونکہ وہ صرف اللہ سے ڈرتے تھے۔ مجھے طاقت ملی، حوصلہ ملا۔

مسجد کی بنیاد

میرے لیے یہ بہت اہم تھا کہ اسلامی جمہوریہ نے وحدانیت کے لئے قیام کیا، مساجد بنوائیں؛ کیونکہ یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں میں سیکھ سکتی تھی؛ لہذا بنیادی طور پر مسجد ایک ایسی جگہ تھی جس نے مجھے آگےبڑھنے اور سیکھنے کا موقع دیا، میرے لیے یہ خشک صحرا کے بیچ میں ایک چشمہ کی طرح تھا۔

1983: مسجد توحید

یہ مسجد ایک ایسی جگہ تھی جو نہ صرف عبادتی سرگرمیوں کے لیے وقف تھی؛ بلکہ اس نے بہت سی بین المذہبی، ثقافتی اور سماجی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا۔ اسی وجہ سے میں نےمختلف شعبوں میں معلومات حاصل کیں اور میری علمی فعالیتوں میں بھی اضافہ ہوا، ہم نے ہسپانوی زبان میں مختلف کتابوں کا ترجمہ شروع کیا؛ کیونکہ اسلام کے بارے میں اس زبان میں کوئی خاص کتاب ہی موجود نہیں تھی۔ اس کےعلاوہ ائمہ اطہارعلیہم السلام کی ولادت شہادت کی محافل اور مجالس منعقد ہوئیں جو ہمارے لئے بالکل نئی چیز تھی اور ہم نے جمعرات کی رات دعائے کمیل میں شرکت کرنا شروع کیا؛ حالانکہ ہمارے ہاں جمعرات اور جمعہ چھٹی نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ کام کے دن ہوتے ہیں، اس کے باوجود وقت نکال کر دعائے کمیل میں شریک ہوئی۔

مجھے نئی بنائی گئی مسجد میں اپنی پہلی نماز یاد ہے۔ ہم نے ابھی نماز کا ہال تیار نہیں کیا تھا اور ہمارے پاس قالین یا کرسیاں بھی نہیں تھیں۔ مسجد کے صحن میں

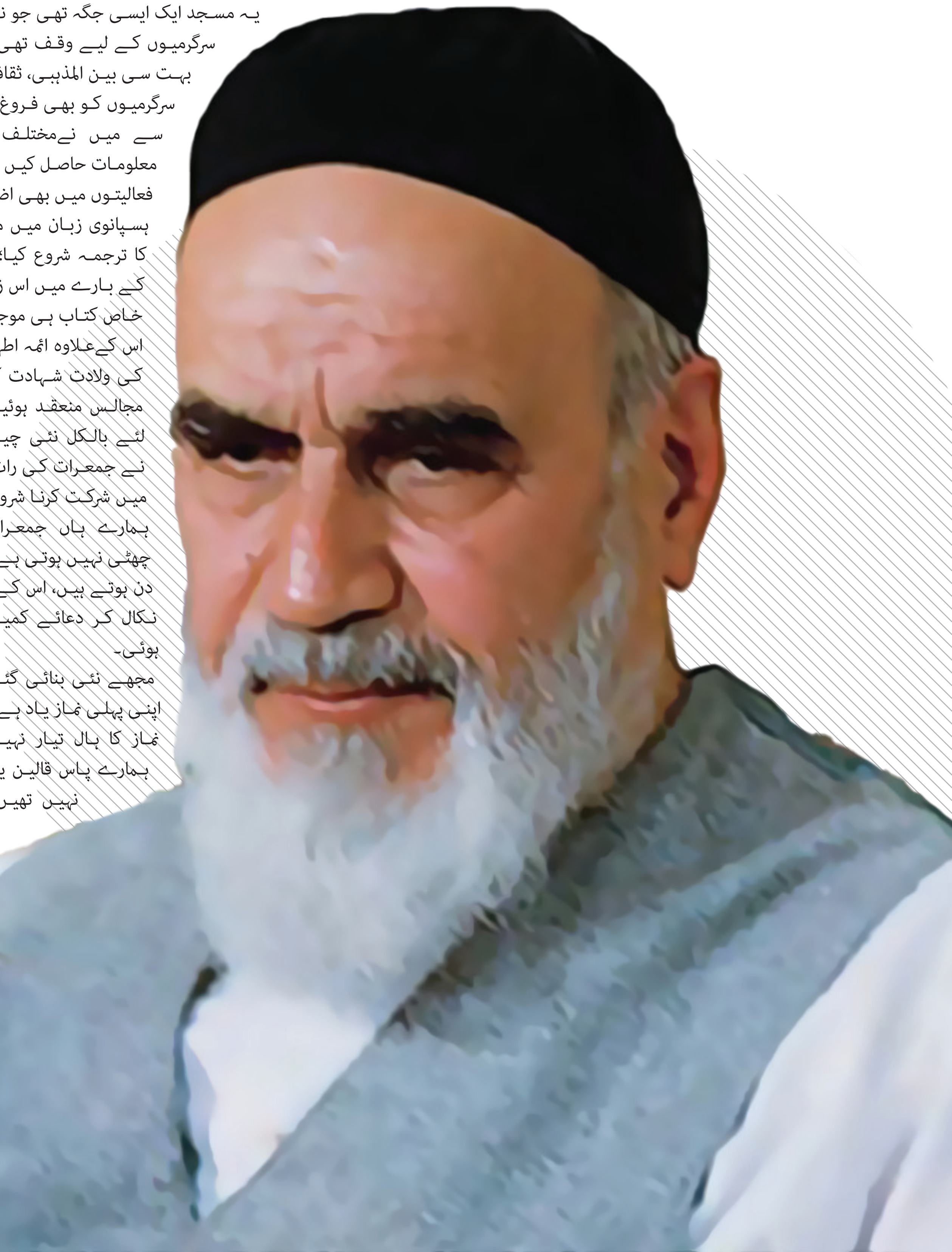

دعائے کمیل کا پروگرام رکھا گیا جس میں ایرانی شہریوں کی ایک بڑی تعداد شریک تھی، وہ دعائے کمیل کے دوران رو رہے تھے، ان کو روتے دیکھ کر مجھے تعجب ہوا؛ کیونکہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ رو کیوں رہے ہیں۔ یہ میری پہلی دعا تھی۔

جب اس دعا کا ہسپانوی میں ترجمہ کیا گیا تودعائے کمیل کا مطلب سمجھ میں آگیا اور بہت اچھا لگا۔ میں نے اس وقت جو روحانیت کا تجربہ کیا اسے عام الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ یہ ہر لحاظ سے ایک انقلاب تھا جس نے میرے دل کو چھو لیا اور میری پوری زندگی بدل کر رکھ دی۔ ایران عراق جنگ کے دوران، ارجنٹائن سمیت دنیا بھر میں موجود ایرانی خاندانوں میں سے کوئی نہ کوئی شہید ہوچکا تھا یا محاذ جنگ پرتھا، ایرانی اسلام اورانقلاب کی فتح کے لئے دعائیں مانگتے تھے، تب میں سمجھ گئی کہ دعا کو اتنی اہمیت کیوں دی جاری ہے اور اس کے کیا اثرات ہیں۔ جنوبی لبنان میں حزب اللہ کی تشکیل اور اسلامی انقلاب کے اثرات کا ہم نے مشاہدہ کیا؛ کیونکہ لبنان میں ہمارے قریبی رشتہ دار تھے اور ہم نے تمام واقعات کو قریب سے دیکھا اور اس ملک میں اسلامی انقلاب کے اثرات کا مشاہدہ کیا۔

ارجنٹائن میں ایرانیوں کی آمد

ارجنٹائن میں جمہوریت اور سیکولرازم کی ترقی کے ساتھ ہی ایران اور ارجنٹائن کے درمیان مختلف شعبوں: تجارتی، ثقافتی، سائنسی اور تعلیمی تعلقات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات تھے، سفارت خانہ، تجارتی دفتر، ثقافتی دفتر سمیت ایٹمی توانائی کے معاہدے ہوچکے تھے۔ ڈاکٹر صالحی کا دونوں ممالک کے تعلقات کے فروغ میں اچھا کردار تھا، ان کی اور ان کے خاندان کی بہترین کارکردگی ناقابل فراموش ہے۔ دوسری طرف، ارجنٹائن غیرملکی طلباء کی تعلیم کےلئے ایک اچھا ملک ہونے کے ساتھ ساتھ بغیرکسی امتحان کے داخلے کا اعلان بھی ہوچکا تھا؛ لہذا بہت سے ایرانی طلباء نے تعلیم حاصل کرنے کے لیے میرے ملک کا انتخاب کیا، زیادہ تر طلباء طب (میڈیکل) کے شعبےسے وابستہ تھے؛ کیونکہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کےساتھ ہی بہت سے ڈاکٹر اور دانشور ملک چھوڑ چکے تھے تو امام خمینی نے سفارش کی تھی کہ شہری بیرون ملک جا کر تعلیم حاصل کریں اور پھرملک واپس آکر ملت اسلامیہ کی خدمت کریں۔ امام کی سفارش پر بہت سے ایرانی شہریوں نے تعلیم حاصل کرنے کےلئے بیرونی ممالک خاص کر ارجنٹائن کا رخ کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام پر پختہ ایمان کے ساتھ ساتھ وہ اپنے رہبراور قائد کا کتنا احترام کرتے تھے۔ اس زمانے کے ایرانی میرے لیے رول ماڈل تھے؛ کیونکہ مغربی پروپیگنڈے میں جو کچھ میں نے سنا یا دیکھا تھا اس کے برعکس تھا۔ ایک اور چیز جس نے مجھے حیران کیا وہ میاں بیوی کے درمیان خاندانی تعلق اور تعاون تھا۔ اگرعورت تعلیم حاصل کررہی ہوتی ہے تو مرد بچوں کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اگر مرد درسگاہ اور کام پر جاتا ہے تو خاتون بچوں کی ذمہ داری سنبھالتی ہے، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور طریقہ کار نے مجھے بہت متاثرکیا۔

حجاب

مخالفین پورے زور اور شور کے ساتھ تبلیغات کرتے تھے کہ خمینی نے خواتین پر حجاب مسلط کرکے خواتین کو1400 سال پیچھے دھکیل دیا ہے؛ لیکن میں نے دیکھا کہ ایرانی باحجاب خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے آئیں ہیں اور یونیورسٹی میں داخلہ لے رہی ہیں؛ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ ملک کو ڈاکٹروں کی اشد ضرورت ہے۔ اس وقت تک میں نے کبھی ایسی خواتین کو نہیں دیکھا تھا کہ شادی شدہ، بچہ دار اور وہ بھی پورے حجاب کے ساتھ یونیورسٹی جاتی ہوں۔ جب کوئی ان کے حجاب پراعتراض کرتا تو وہ بھرپورطریقے سے دفاع کرتیں تھیں۔ اس وقت تک مجھے معلوم نہیں تھا کہ قرآن میں حجاب کا حکم ہے۔ میں سوچ رہی تھی کہ یہ ایک ایسا لباس ہے جو عرب ممالک کی ثقافت کو ظاہر کرتا ہے؛ لیکن جب میں نے حجاب اور قرآن میں اس کے دلائل سے متعلق لیکچرز میں شرکت کی اور شہید مطہری کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو حجاب کی اہمیت کا اندازہ ہوا، شہید مطہری نے ول ڈیورنٹ کے حوالے سے استدلال کرتے ہوئے 20ویں صدی میں خواتین کی حالت میں تبدیلی کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: «خواتین کی آزادی کا نعرہ صنعتی انقلاب کا واقعہ تھا۔ وہ سستے مزدوروں کی تلاش میں تھے، انہوں نے بےقابو مردوں پرعورتوں کو ترجیح دی؛ کیونکہ عورتیں کم اجرت پر کام کرنے کو تیار ہوتیں ہیں۔ ایک صدی قبل انگلستان میں مردوں کے لیے کام تلاش کرنا مشکل تھا، لیکن فیکٹری کے دروازوں پر اشتہارات اور پوسٹرز لگے رہتے تھے کہ مرد حضرات اپنی بیویوں اور بچوں کو وہاں کام کرنے کے لیے بھیجیں!!۔

میں، جو اس وقت خواتین بزنس ہائی اسکول کی طالبہ تھی، اسکول میں خواتین کو کمپنیوں میں ملازمت کا طریقہ کار سکھایا جاتا تھا، جب میں نے شہید مطہری کے یہ جملےپڑھے تو مجھے لگا کہ میرے ساتھ دھوکہ ہوا ہے؛ میں سمجھ چکی تھی کہ کمپنیاں کم معاوضے کے چکرمیں ہی خواتین کو ترجیح دیتی ہیں، در اصل ان کا ھدف معاوضہ کم دینا ہے خواتین سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، خواتین کی آزادی محض ایک علامت ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں

ہے۔دوسری طرف، مصنوعات کی فروخت کے لیے خواتین کی خدمات حاصل کرنے پراعتراض نے بھی میرے سوچنے کا انداز بدل دیا، کیونکہ مغرب میں جدیدیت کی علامت کے طور پر فیشن اور جسمی نمائش کرنا سکھایا جاتا ہے۔

میں سمجھ چکی تھی کہ حجاب معاشرے میں کردار ادا کرنے کی راہ میں کسی قسم کا کوئی رکاوٹ نہیں ہے؛ بلکہ فساد اور بدعنوانی سے بچنے کی بنیاد ہے، حجاب کا یہ فلسفہ مجھے منطقی لگا۔ بہرحال میرے پاس تمام شواہد موجود تھے، میں اسلامی قوانین کے مطابق لباس پہننا چاہتی تھی، حجاب کرنا چاہتی تھی؛ لیکن لوگوں کے تعصبات پھر بھی میرے لیے رکاوٹ بنے ہوئے تھے؛ جیسا کہ میرے پڑوسی نے کہا کہ حجاب کا انتخاب کرکے، میں ایک مختلف سمت میں جا رہی ہوں!۔ میں تمام مشکلات کا سامنا کرنے کو تیار نہیں تھی۔ اس لیے میں نے زیادہ ترجگھوں پر حجاب

پہننا شروع کیا، ہر جگہ نہیں!۔ مغرب میں حجاب ایک جہاد تھا اور اس نے مجھے شہیدوں کے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا۔ راہ خدا میں قربانی اور خُدا کا قرب حاصل کرنے کی سوچ نے سب کچھ آسان کردیا۔ اور یہ بھی کہ اس الٰہی حکم کو جان کر مجھے یقین ہو گیا کہ خدا جو حکم دیتا ہے وہ لوگوں کی بھلائی کے لیے ہے نہ کہ ان کی برائی کے لیے اور سنہری اصول یہ ہے کہ اگر میں اللہ کی اطاعت کرتی ہوں تو خدا ضرورمیری مدد کرے گا اور ہرقسم کے نقصانات سے بچائےگا، مجھے اپنے حال پر رہا نہیں کرےگا۔ انقلاب اسلامی کی وجہ سےسال بہ سال میری زندگی بدلتی گئی، جو کہ ایک نعمت تھی، کیونکہ میں جتنا زیادہ اسلام پر عمل کرتی گئی، میں فضول چیزوں سے دور ہوتی گئی، مطالعہ کرنے، عبادت کرنے اور دعا کرنے کا شوق بڑھتا گیا، انہی مصرفیات نے باقی فضولیات کی جگہ لے لی اور میری زندگی پرسکون ہوتی چلی گئی۔ میں نے نہ صرف وقت پر نماز ادا کرنا شروع کیا؛ بلکہ اپنے روزمرہ شیڈول میں تبدیلی کی اور نماز کے اوقات کے مطابق اپنے منصوبوں کو ترتیب دینا شروع کر دیا جس سے اپنا وقت زیادہ نتیجہ خیز چیزوں پر گزارنا سیکھا، میں نے فضول قسم کی تقریبات میں شرکت کرنا چھوڑ دیا، جس سے قیمتی وقت ضائع ہوتا تھا۔ آخر کار، ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد، میں نے ہمیشہ حجاب پہننے اور حجاب کے ساتھ میڈیکل یونیورسٹی میں پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کے بعد میری زندگی مزید پرسکون ہوگئی، مجھے حقیقی آزادی مل گئی، مجھے امن ملا، اعلیٰ اور خدا پسندانہ معاملات پر توجہ دینے اور باطل سے بچنے کا موقع ملا۔ میرے انتخابی راستے پر میرے والدین مطمئن اور پرسکون تھے، انہیں کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں تھا۔

جیسا کہ میں نے کہا، مسجد صرف نماز کے لیے نہیں تھی؛ بلکہ یہ ایک حقیقی تعلیمی مرکز تھی، جہاں ہم نے قرآن، عقائد، احکام فقہ اور اخلاقیات سیکھے۔ مسجد میں دینی مدرسہ قائم کیا گیا، ایک سیکشن مردوں کے لیے، ایک سیکشن خواتین کے لیے۔ میں روزانہ سکول کے بعد مسجد میں موجود مدرسہ جایا کرتی تھی۔ جب مجھے بتایا گیا کہ قم میں خواتین کے لیے ایک خصوصی یونیورسٹی ہے اور مجھ سے وہاں پڑھنے کے لیے کہا گیا تو تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایران جانا چاہا، لیکن میرے والدین اس بات پر راضی نہیں ہوئے کہ میں ایران کا سفر کروں؛ چنانچہ میں نے طب (میڈیکل)کی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا، میں نے سوچا کہ مستقبل میں اس ڈگری کے ساتھ ایران یا کسی اور اسلامی ملک کا سفر کر سکوں گی۔ میں ایک ایسے فرد سے شادی کرنا چاہتی تھی جومیرا ہم فکرہو۔ کچھ مسلمان طلباء مسجد کے ہاسٹل میں رہائش پذیرتھے چار سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1987 میں ایران چلے گئے۔ ان میں سے ایک میرے شوہر تھے، جنہوں نے ایران کے سفر کے بعد کہا کہ انہیں اتنی خوشی ملی ہے کہ وہ خودکو «پھولوں سے بھرے باغ میں شہد کی مکھی کی طرح» محسوس کرتے ہیں۔ 1989 میں اسے تبلیغ کے لیے کولمبیا کے شہر بوینونٹورا اور پھر ارجنٹائن بھیج دیا گیا۔ ارجنٹینا واپس آنے کے بعد، میرے والد نے کئی سالوں کے بعد بالآخر شادی کرنے پر رضامندی

ظاہر کی اور مجھے ایک دیندارعورت بننے اور اپنے خاندان کی کفالت کرنے کے لیے بس یہی ضرورت تھی۔

اسلامی انقلاب، میرے شوہر اور خاندان، خدا کا تحفہ

جب بھی میں انقلاب اسلامی کے بارے میں بات کرتی ہوں تو مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، میں وجد میں آتی ہوں، ایک عجیب سی خوشی کا احساس ہوتا ہے؛ کیونکہ انقلاب نے میری زندگی میں بھی انقلاب پیدا کیا ہے، یہ نعمتیں ناقابل تصور جگہوں سے ملتی ہیں، جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَ مَن یَتَّقِ اللهَ یَجعَل لَهُ مَخرَجًا ★ وَ یَرزُقهُ مِن حَیثُ لا یَحتَسِب۔ ارجنٹائن میں ایک مسلمان نوجوان کے لیے زندگی آسان نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک غیر اسلامی ملک ہے جس میں مسلم اقلیت میں ہیں، ملک کی ثقافت اسلامی ثقافت سے بہت مختلف ہے، اور تارکین وطن مسلمان اس معاشرے کی بہت زیادہ تقلید کرتے ہیں؛ لہذا، ہر کوئی خود کوتبدیل کرنے کا فیصلہ نہیں کرسکتا ہے۔ انقلاب نے میری جان بچائی اور میرے شوہر جیسے بہت سے لوگ، جو فلسفے کے طالب علم ہونے کے ناطے ایک اچھے جگہے کی تلاش میں تھے، اسی دوران ایران سے بہت سے لوگ ارجنٹائن پہنچے تو ہمیں ایسا لگا کہ ایک پیاسے شخص کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی ملا ہو۔ ان کے آنے سے مسجد میں مزید رونق آئی اور مسجد کی فعالیتوں میں اضافہ ہوا، جو آج بھی جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا شوہر، خاندان اور انقلاب اسلامی اللہ تعالی کی جانب سے ایک بابرکت ھدیہ تصور کرتی ہوں۔ الحمدللہ۔

بانی انقلاب؛ آج بھی زندہ ہے

امام خمینی انقلاب کے بانی اور ایک سیاسی، مذہبی روحانی شخصیت کے طورپر جانے جاتے ہیں، یہ سچ ہے کہ ان کی روح ان کی وفات کے بعد بھی زندہ ہے۔ امام کے دور میں ہم نوجوان تھے جو اپنی زندگیوں میں اس کی موجودگی سے لطف اندوز ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ ان کے پیغامات ہم تک پہنچتے تھے اور ہم ان پیغامات کو آگے پھیلاتے تھے۔ بعد میں، جب میرے شوہر حوزہ کی تعلیم حاصل کرنے آئے، تو انہوں نے ایران پر مسلط کی گئی جنگ کے دوران ایران میں ہی زندگی گزاری۔ ہم امام سے محبت کرتے تھے، ان کا اثر تمام مقامات پر پہنچا کہ نہ صرف ان کی قوم؛ بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں نے ان سے محبت کی اور ہم سب ان کے شکر گزار ہیں۔ جب وہ انتقال کرگئے تو ہمیں ایک بہت بڑا خلا محسوس ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ ارجنٹائن میں لوگوں نے ان کی رحلت پرماتم کیا لوگ سڑکوں پر نکل آئے یہ وہ چیز تھی جو ہم ارجنٹائنیوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ہم نے ان کی یاد میں مسجد میں مجلسیں منعقد کیں۔

تبلیغ؛ اللہ کی مدد سے اسلام پھیلانے کا فن

ایران میں چند سال گزارنے کے بعد ہم نے ارجنٹائن میں اسلام کی تبلیغ کا مرحلہ شروع کیا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ کہاں سے شروع کروں؛ لیکن اللہ تعالی نے میری رہنمائی فرمائی۔ یہاں روز بروز اسلام مخالف تبلیغات میں اضافہ ہورہا تھا، یہودیوں کے مراکز میں سے ایک پر حملے کے بعد ایران پر اس حملے کا الزام لگایا گیا، اس الزام کے بعد آہستہ آہستہ دونوں ممالک کے تعلقات میں کافی سرد مہری آئی اور مسلمانوں کے لیے بھی مشکلات پیدا کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع ہوگیا اور جیسے کہ امام خمینی نے فرمایاتھا، جتنا وہ اسلام اور مسلمانوں پر حملہ کریں گے، اتنا ہی اسلام تیزی سے پھیلے گا اور ایسا ہی ہوا۔ لوگوں نے اسلام، ایران، حزب اللہ اور شیعوں کے بارےمیں تحقیق شروع کردی؛ یہاں تک کہ محققین نے توحید مسجد کا رخ کیا، یونیورسٹی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے طلباء سوال پوچھنے اور انٹرویو کرنے آئے۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور خبررساں ادارے مسجد پہنچنا شروع ہوگئے اور یوں مسجد پورے ملک میں مشہور ہوگئی۔

یونیورسٹیوں میں اسلام اور اسلامی انقلاب

سماجی علوم کی یونیورسٹیوں میں، اس حقیقت کے باوجود کہ ہولوکاسٹ کو کئی سال گزر چکے ہیں، نسل پرستی اور امتیازی سلوک کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ 2000 سے 2003 تک، ہم نے فیکلٹی آف سوشیالوجی میں اسلام پر اختیاری سیمینار منعقد کیے، اور ہمیں مذہب، تاریخ، ثقافت اور خواتین سے متعلق تمام موضوعات پر بات کرنے کی اجازت دی گئی؛ تاہم ہمیں مشرق وسطیٰ اور فلسطین کے سیاسی مسائل پر بات کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ !! مشرق وسطیٰ میں اسلامی انقلاب اور امام خمینی کے بارے میں منفی تبلیغات کا آغاز کیا گیا ان کا مقصد امام اور انقلاب کے بارے میں یہ کہہ کر منفی تاثر پیدا کرنا تھا کہ وہ خطے میں جہاد اسلامی کے نام پر فسادات اور جنگ پھیلا رہے ہیں، جبکہ سب سے بڑی جہاد یہ ہے کہ انسان نفسانی خواہشات سے لڑے۔ مخالفین اس طرح ایک منفی تصویر پیش کرنا چاہتے تھے؛ تاکہ لوگ امام خمینی سے دور رہیں؛ لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔

UMMA (ارجنٹائن کی مسلم خواتین کی یونین)

اسلام اور مسلم خواتین کے خلاف بہت سے تعصبات اور پروپیگنڈے کے پیش نظر، 1995 میں UMMA تنظیم کی بنیاد رکھی۔ UMMA خواتین کی ان تنظیموں میں سے ایک ہے جو دیگرسماجی کاموں کے ساتھ ساتھ، مسلم خواتین کے خلاف تعصبات اور منفی تبلیغات کا جواب دینے اور مسلم خواتین کے حقیقی چہرے کو منظرعام پر لانے اور مسلم خواتین اور ان کے حقوق کا دفاع کرتی ہیں۔ یہ لاطینی امریکہ میں خواتین کا پہلا ادارہ ہے اور مختلف سائنسی اور ثقافتی اداروں کےلیے ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی سرگرمیاں بہت ساری اور متنوع ہیں۔ یہ ایک ایسا اسلامی ادارہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلم دونوں کو خدمات فراہم کرتا ہے۔ یہ خواتین کے مسائل تک بھی محدود نہیں ہے۔

(IASF)اسلامک انسٹی ٹیوٹ فاؤنڈیشن

ہم نے ملک بھرکےمختلف شہروں کا دورہ کرکے، جہاں ضرورت مند علاقے تھے ان کی نشاندہی کی اور عوام کی خدمت کرنے کا فیصلہ کیا؛ کیونکہ تبلیغ ایک ہنر ہے، تبلیغ، خدمت، دعا، تقریب، مزاحمت، مدد، ثقافتی حقیقت اور علم کا مجموعہ ہے۔ اس سے امام مہدی کے ظہور کےلئے راہ ہموار ہوتی ہے۔ لبیک یا مھدی!

میں ارجنٹائن میں اسلامی انقلاب کے بعد ان تمام سالوں میں ہونے والی تمام سرگرمیوں اور تجربات کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی، لیکن یہ بہت طویل ہوگا اور اس بار، دیگر اوقات کے برعکس، پہلی بار ہے کہ مجھ سے میری زندگی پراسلامی انقلاب کے اثرات کے متعلق پوچھا جارہا ہے۔ میں عموماً اپنے ملک میں اسلامی انقلاب کے اثرات کے بارے میں بات کرتی ہوں۔ اس بار کچھ اور شکل اختیار کرلی ہے۔

آپ کی دعوت کا بہت بہت شکریہ

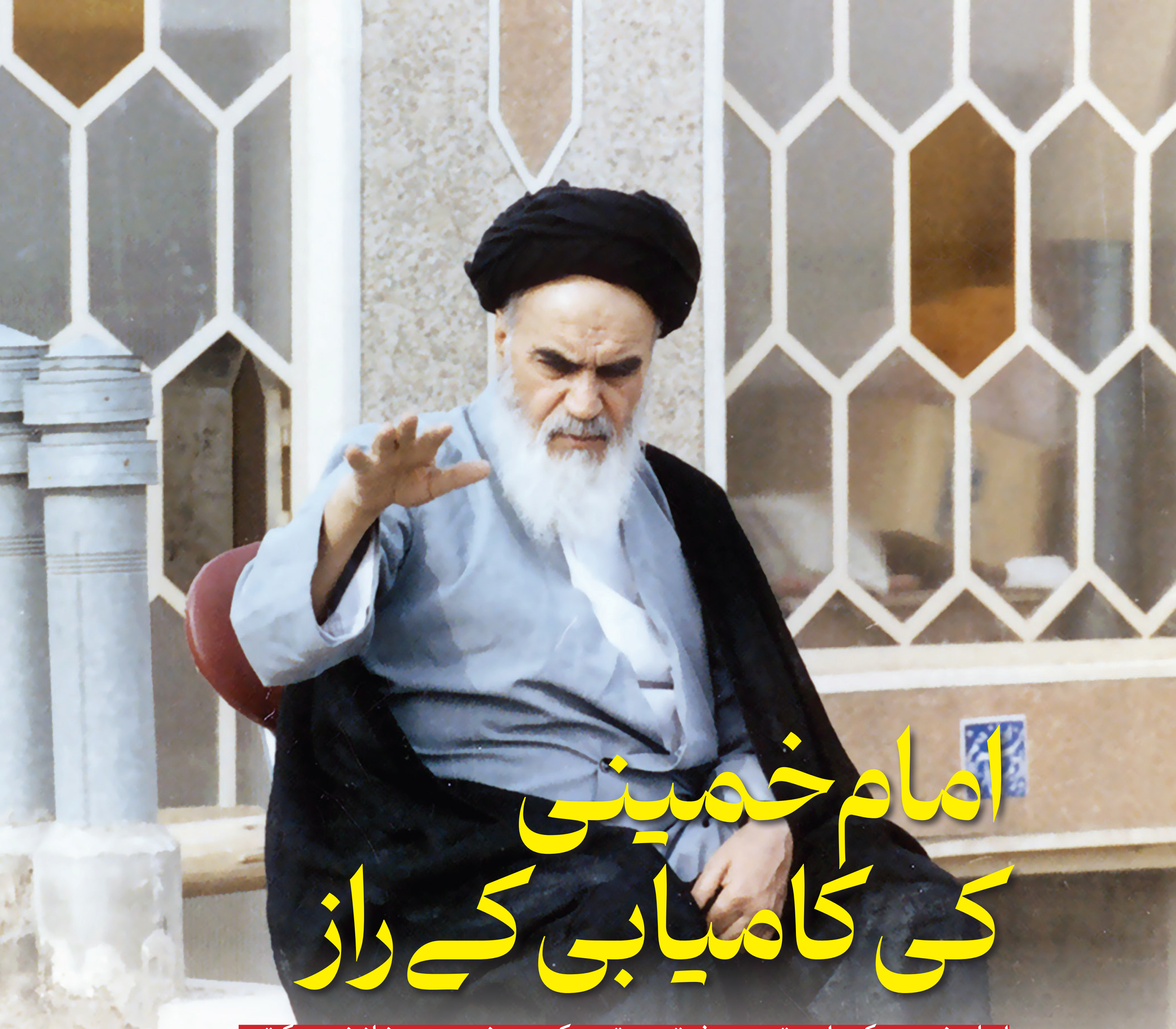

امام خمینی کی کامیابی کے راز

امام خمینی کی اہم ترین صفت یہ تھی کہ وہ خودی پر ناز نہیں کرتے تھے، ان کی پوری توجہ اللہ کے حکم اور شرعی ذمہ داری پر ہوتی تھی، یہی وجہ بنی کہ اللہ تعالی نے انہیں ہرموڑ پرکامیابی عنایت فرمائی۔

تحریر: سید مہدی موسوی

ہر انسان کے کردار اور رویے کا تعین، انسانی اور پوری ہستی؛ یعنی کائنات کے وجود کے بارے میں نقطہ نظر سے ہوتا ہے، اسی نقطہ نظر کے مطابق انسان کے مقاصد اور اھداف بھی معین ہوتے ہیں۔ شخص کائنات اور وجود انسان کو جس نظرسے دیکھتا ہے اسی نظر کے عین مطابق اپنے لئے اصول وضع کرتا ہے۔

انسانی رفتار اور کردار کو الھی روپ میں ڈالنے کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان شرعی وظیفے کے مطابق عمل کرے۔ایک دیندار اور مذہبی شخصیت کے لئے یہی بہترین طریقہ ہے؛ کیونکہ شرعی ذمہ داری پر عمل، انسان کے کردار اور نظریے کو مستحکم بنا کر کسی بھی شبہے اور بے جا مصلحتوں کے شکار ہونے سے بچا کر الھی راستے پر گامزن کرتا ہے۔ ایک دیندار انسان کہ جس کے دل و دماغ میں صرف اللہ ہو، اللہ کی رضا مد نظر ہو، اس کے اعمال، شرعی حکم کے مطابق ہوتے ہیں؛ یعنی وہ سب سے پہلے اپنی شرعی ذمہ داری تلاش کرتا ہے، اپنا شرعی وظیفہ جاننے کی کوشش کرتاہے؛ کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ بندہ خدا ہے۔

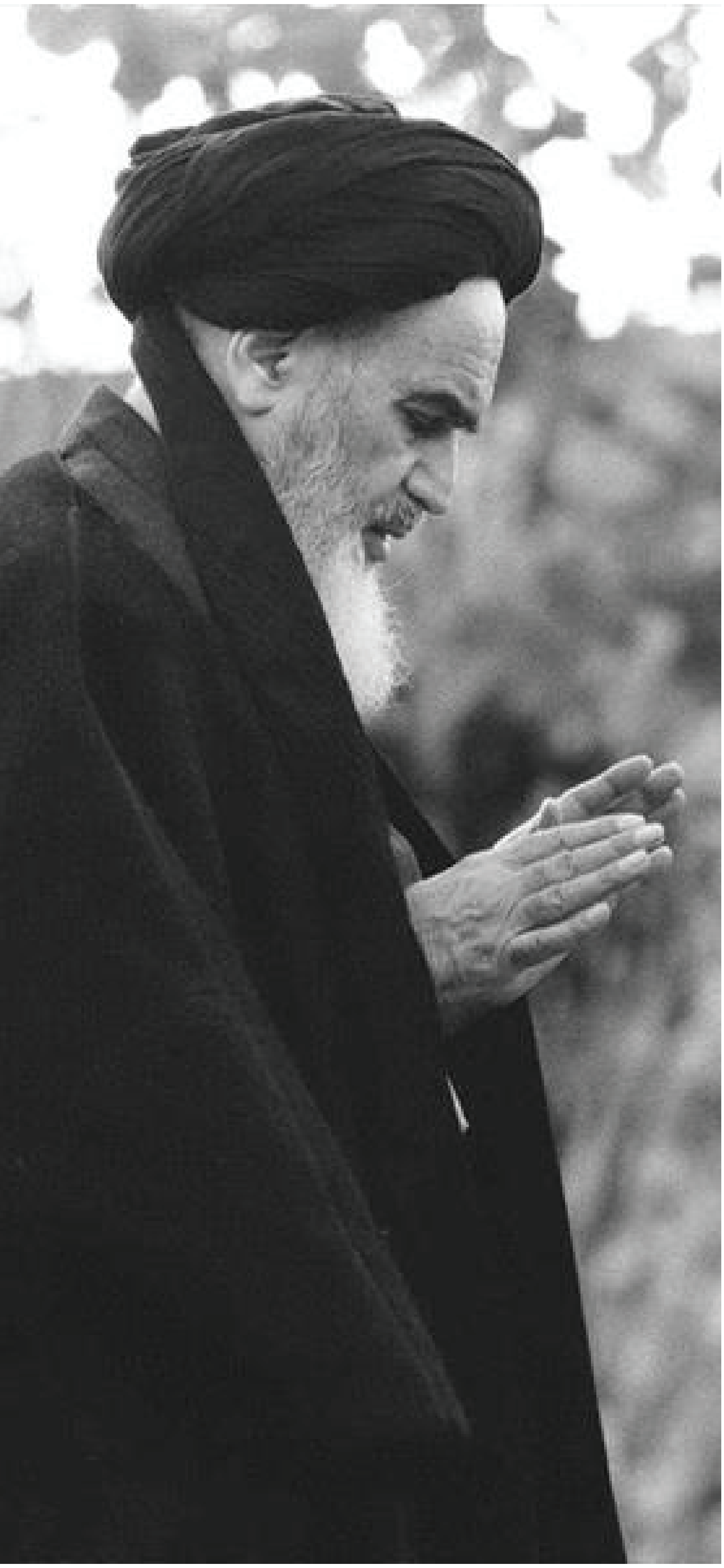

تکامل اور رضایت کا بہترین راستہ

تکامل اور رشد کے لئے سب سے پہلے صحیح بندگی کا طریقہ اور راستہ جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، جب اسے راستے کا پتہ چلتا ہے تو پورے اطمئنان کے ساتھ اپنے شرعی اور الہی حکم پر عمل کرتا ہے،خود کو اپنے معبود سے قریب کرتا ہے؛ تاکہ خلیفہ اللہی کے منزل کے قریب پہنچ سکے۔ جب انسان کسی بھی کام کو الہی حکم ہونے کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو کسی چیز سے نہیں گھبراتا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کامیاب ہوگا یا نہیں؟، وہ صرف اپنی ذمہ داری ادا کررہا ہوتا ہے۔ نتیجہ اللہ پر چھوڑتا ہے۔ مومن اور دیندار انسان اپنے فرائض اور شرعی ذمہ داریوں پر توجہ دیتا ہے جو کہ تکامل اور الہی رضایت کا بہترین راستہ ہے۔ ایسا شخص ایک ایسے راستے پر گامزن ہوتا ہے جو مشروع اور جائز ہو[1]۔

انبیاء بھیجنے کا مقصد

علامہ طباطبائی، اللہ تعالی کی جانب سے انبیاء بھیجنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام لوگوں کو ایسے عقائد اور اعمال سکھانے آئے ہیں، جس کی روشنی میں انسان اپنی حقیقی سعادت کو یقینی بنائے؛ لہذا انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی کی بنیاد مذہبی اور دینی عقائد پر رکھے اور تمام دینی ذمہ داریوں پر عمل کرے؛ تاکہ وہ کمال کے درجات پر فائز ہوسکے[2]۔
قرآن کریم کے مطابق تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اللہ کے پیغام اور لوگوں تک پہنچائیں، اللہ تعالی ان سے سوال کرے گا اور کسی قسم کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ «فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذینَ أُرْسِلَ إِلَیْهِمْ وَ لَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلینَ؛ پس جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ہر صورت میں ان سے سوال کریں گے اور خود پیغمبروں سے بھی ہم ضرور پوچھیں گے[3]»۔

ہدایت اور راہنمائی کا معاوضہ

انبیاء علیہم السلام رسالت؛ ہدایت و رہنمائی کے بدلے لوگوں سے کسی قسم کا معاوضہ نہیں مانگتے: جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:«وَیَا قَوْمِ لا أَسْأَلُکُمْ عَلَیْهِ مَالاً إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلاقُو رَبِّهِمْ وَلَکِنِّي أَرَاکُمْ قَوْماً تَجْهَلُونَ؛ اور اے میری قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے اور میں ان لوگوں کو اپنے سے دور بھی نہیں کر سکتا جو ایمان لا چکے ہیں، یقینا یہ لوگ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے ہیں؛ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جاہل قوم ہو۔[4]» دوسری آیت میں

ارشاد ہے: «يَا قَوْمِ لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ إِنْ أَجْرِيَ إِلاَّ عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلا تَعْقِلُونَ؛ اے میری قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اس ذات پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، کیا تم عقل نہیں رکھتے؟[5]»۔ یعنی جب میں ہر قسم کے مفاد سے بالاترہو کر اس دعوت کے سلسلے میں مشقتیں اٹھا رہا ہوں اور تمہارے دین کی مخالفت کر کے سب کو اپنا دشمن بنا چکا ہوں تو تمہیں سوچنا چاہیے کہ اگر حق و حقیقت جیسی اطمینان بخش طاقت میری پشت پر نہ ہوتی تو ان سب مصائب و مشکلات سے بے پرواہ ہو کر اس گرداب میں کیوں کود پڑتا؟۔

شرعی ذمہ داری کا بہترین نمونہ

قرآن کریم شرعی ذمہ داری کے بارے میں ایک بہترین نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ ہے جو ایک دیندار انسان کے لئے اسوہ کامل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی امور میں اللہ تعالی کو حاضر و ناظر اور ہرچیز پر شاہد جانتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی نظرمیں سخت سے سخت ترین کام بھی نہایت آسان ہوجاتاہے۔قرآن کریم کی متعدد آیات میں ان کا ذکر موجود ہے، ان کی زندگی کے سخت ترین حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جیسے اپنے وطن سے ہجرت اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا۔ «رَبَّنا

إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوادٍ غَيْرِ ذي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنا لِيُقيمُوا الصَّلاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوي إِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَراتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ؛ اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا، اے ہمارے رب! تاکہ یہ نماز قائم کریں؛ لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ یہ شکرگزار بنیں[6]»۔ اسی طرح حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قالَ يا بُنَيَّ إِنِّي أَرى فِي الْمَنامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ ما ذا تَرى قالَ يا أَبَتِ افْعَلْ ما تُؤْمَرُ سَتَجِدُني إِنْ شاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرينَ؛ پھر جب وہ ان کے ساتھ کام کاج کی عمر کو پہنچا تو کہا: اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس دیکھ لو تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا : اے ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے اسے انجام دیں، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے[7]۔ واضح رہے کہ انبیاء کا خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے اور وحی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ اسی لیے حضرت ابراہیم کو اس بات میں کوئی تردد نہیں ہوا کہ اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا حکم مل رہا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جواب افعَلْ مَا تُؤمَرُ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خواب میں ذبح اسماعیل علیہ السلام کا حکم ملا تھا[8]۔

امام خمینی کی زندگی میں انبیاءعلیہم السلام کے جلوے

امام خمینی نے اپنی زندگی انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر چل کر گزاری، امام خمینی کی زندگی میں انبیاءعلیہم السلام کی سیرت کے جلوے نظرآتے ہیں۔ جیسے کہ رہبر انقلاب حضرت آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں: امام خمینی کی زندگی اور طرز عمل کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پوری توجہ روحانیت اور معنویت پر ہوتی تھی، امام کے کردار اور رفتار کا دار و مدار روحانیت اور اللہ کی رضا پرموقوف تھا، امام اللہ کی خشنودی کو مد نظر رکھتے تھے۔ امام خمینی، اللہ تعالی کی تشریعی اور تکوینی ارادے پر یقین راسخ رکھتے تھے، امام خمینی جانتے تھے جو اللہ کی راہ میں حرکت کرتا ہے اللہ کی جانب سے ضرور نصرت ہوتی ہے۔ امام خمینی اعتقاد راسخ رکھتے تھے کہ وَ لِلَّهِ جُنُودُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ كانَ اللَّهُ عَزيزاً حَكيماً؛ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ کے ہیں اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔

امام خمینی کی تحریک کی بنیاد شرعی قوانین

امام خمینی شریعت کے قوانین کو اپنی تحریک کی بنیاد سمجھتے تھے اور اپنی تحریک کی رہنما نشانیوں کو سمجھتے تھے۔ ملک و قوم کی خوشحالی کے لیے امام کی تحریک اسلامی شریعت کی رہنمائی پر مبنی تھی؛ لہذا امام کی نظر میں «الٰہی شریعت اور احکام» سعادت کی چابی کی حیثیت رکھتے تھے؛ یہی وجہ تھی کہ امام خمینی ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کررہے ہیں، نتیجہ کے لئے نہیں، نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کامیابی امام خمینی کی آرزو ضرور تھی، کیونکہ کامیابی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک ہے۔ امام خمینی یقین رکھتے تھے کہ اللہ کی راہ میں حرکت کرنے سے کامیابی اللہ کی طرف سے انعام میں مل جاتی ہے؛ لہذا امام خمینی اللہ کی راہ میں حرکت کرنے سے نہیں گھبراتے تھے، مایوسی کا شکار نہیں ہوتے تھے، غرور اور تکبر کا شکار بھی نہیں ہوتے تھے۔ جو چیز انہیں کامیابی کی طرف کھینچ کرلے جاتی تھی وہ شرعی ذمہ داری تھی[9]۔ آیت اللہ خامنہ ای مزید فرماتےہیں: «امام نے پہلے دن ہی فرمایا تھا: ہم نے اپنی شرعی ذمہ داری پر عمل کرنا ہے، ہمیں شرعی فریضے پر عمل کرنے کا حکم ہے، نتائج کے نہیں، یہ اخلاص کا صحیح مفہوم ہے۔ یہ خالص اخلاص ہے؛ یہ صرف خدا کے لیے ہے۔ امام نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا، جو اس کا مشن تھا، اور خدا نے اسے نتیجہ بھی دیا: جیسے کہ پوری دنیا میں امام خمینی کی آواز گونج اٹھی[10]»۔

---

1 ـ داود مهدوی زادگان، اسلام و سنّت وبری، قم، موسسه فرهنگی طه، 1377، ص98.
2 ـ سید محمد حسین طباطبایی، المیزان، بیروت، اعلمی، ج2، ص149۔
3 ـ اعراف/6۔ ترجمه/ شیخ محسن نجفی۔
4 . هود/29.
5 ـ هود/51۔
6 ـ ابراہیم/۳۷۔
7 ـ صافات/102۔ ترجمه/ شیخ محسن نجفی۔
8 ـ شیخ محسن نجفی/ تفسیر کوثر۔
9 ـ بیانات مقام معظم رهبری در مراسم پانزدهمین سالگرد ارتحال امام خمینی(ره)1383/03/14
10 ـ بیانات مقام معظم رهبری در دیدار عمومی مردم قم 1384/10/19
11 ـ شمسی سال/۱۳۵۷/۱۲/۱۳
12 ـ شمسی سال/ 68/3/15

مغربی ایشیا ایک نئے نظام کے انتظار میں!

تحریر: محسن پاک آیین؛
بین الاقوامی تعلقات عامہ کے تجزیہ کار

صیہونی غاصب حکومت کے خلاف سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی کی کارروائی، جو اپنی نوعیت میں منفرد تھی، ایران کے خلاف اسرائیل کے جارحانہ اقدامات بالخصوص یکم اپریل 2024کو دمشق میں ایرانی قونصل خانے پر ہونے والےدہشت گردانہ حملے کے جواب میں عمل میں لائی گئی۔ اس کارروائی کے نتیجے میں کم از کم نواتیم اور رامون نامی2 فضائی اڈے تباہ ہوئے، جوکہ ایران کے مغربی بارڈر سے ایک ہزار کلومیٹر کی دوری پر واقع ہیں۔ اس جرئتمندانہ کارروائی نے ملت اسلامیہ کی عزت افزائی کی اور قابض حکومت اور اس کے حامیوں کو ذلت و رسوائی کا سامان مہیا کیا۔

اس کارروائی کے بارے میں مندرجہ ذیل نکات کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے:

1 - عسکری لحاظ سے یہ آپریشن صرف دفاعی نوعیت کا حامل تھا اور اس آپریشن نے دنیا پر واضح کردیا کہ اسلامی جمہوریہ ایران کی قیادت کا یہ فیصلہ، دفاعی اور میزائل نظام کی تقویت اور حقیقت پسندانہ اور دور اندیش پالیسی کا اہم ترین حصہ تھا۔ اس سے پوری دنیا کو ایک اہم اور واضح پیغام گیا وہ یہ کہ ایران اپنی سالیمت پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ کرنے والا نہیں ہے۔ اس آپریشن نے اسرائیلی غرور کو خاک نے ملا دیا؛ کیونکہ آئرن ڈوم، داؤد فلخان، اے آر او سسٹمز اور اسرائیل کی مدد کے لیے امریکی فوجی مداخلت بھی ناکارہ ثابت ہوئی اور صیہونی حکومت کا گھرا اور کثیرالجہتی دفاع کا دعویٰ مکمل طور ملیامٹ ہوگیا۔ اس کارروائی نے اسرائیلی اور امریکی دفاعی نظام کو غیر موثر بنایا جس سے ایک اور اہم پیغام یہ گیا کہ اسرائیل اور امریکا سمیت پوری دنیا کو ایرانی دفاعی نظام کی طاقت کا اندازہ ہوگیا۔ اب وہ سمجھ چکے ہونگے کہ اسرائیلی حامیوں کے وہ تمام اڈے جو اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف استعمال ہوتے ہیں، ایران کے دسترس میں ہیں، ایران نہایت آسانی کے ساتھ نشانہ بنا سکتاہے۔

2 -سائبر اور الیکٹرانک جنگ کے میدان میں سپاہ پاسداران اور ایرانی فضائیہ کے مشترکہ، پیچیدہ ڈیزائن اور درست کارروائی نے دشمن کی کمزوری کو واضح کردیا، دشمن کا ائرن ڈوم یا لوہے کی گنبد کو آسانی کے ساتھ دھوکہ دے کر دشمن کو حیران کردیا، اسرائیل کے خلاف وعدہ صادق نامی کارروائی نے ایران کے دشمنوں کو یہ باور کرایا کہ اسلامی جمہوریہ ایران خطے کا واحد ملک ہے جس کے پاس طاقتور ہتھیار ہیں اور وہ ان ہتھیاروں کو صحیح وقت اور جگہ پر اسرائیل اور حتیٰ کہ امریکہ کے خلاف استعمال کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ مستقبل میں، تل ابیب اور واشنگٹن اپنے حساب کتاب میں ان میدانی حقائق پر غور کریں گے۔ ایران کے خلاف کسی بھی جارحیت سے پہلے ہزار بارسوچیں گے۔

3 - اسرائیل کے خلاف وعدہ صادق نامی کارروائی نے اسلامی جمہوریہ ایران کی سرحدوں کے محافظوں سمیت تمام مسلم امہ کے دلوں کو خوش کردیا اور اسرائیلی غاصب حکومت کے خلاف ایک قسم کا اتحاد پیدا کیا۔ اسلامی جمہوریہ ایران نے یہ تنبیہی کارروائی ایک ایسے وقت کی جب دنیا کے مختلف ممالک خاص کر عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ تعاون کررہے تھے یا تو اس کی جارحیت پر خاموش تھے۔ اس کارروائی نے دنیا بھرکے افکار کو اپنی طرف جلب کیا اور خاص طور پر مظلوم فلسطنیوں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنی۔ آج یہودی ربی (خاخام) بھی اسرائیلی پرچم نذرآتش کرتے ہیں، فلسطین کی آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ صہیونی نہ صرف حضرت موسیٰ (ع) کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے؛ بلکہ یہ یہودیوں کے بھی دشمن ہیں۔

4 - ایران کے جرات مندانہ اقدام کی وجہ سے علاقائی اور بین الاقوامی امن، استحکام اور سلامتی کے قیام کے سلسلے میں ایران کے ذمہ دارانہ رویے کی تصدیق ہوگئی اور اس اقدام نے ثابت کیا کہ ایران کسی بھی برے منصوبے اور ہرقسم کی شرارت کو ناکام بنانے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران ایک ذمہ دار اور امن پسند ملک ہے، مغربی ایشیا کو ایک پرامن خطہ بنانا چاہتا ہے اور دنیا کے تمام ممالک خاص کراسلامی ممالک سے صیہونی حکومت کے ساتھ اپنی اقتصادی تعاون بند کرنے کا خواہاں ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران نے کسی قسم کی فوجی کارروائی میں پہل نہیں کی اور اقوام متحدہ کے قوانین کے مطابق اپنے سفارتی مقامات پر صیہونی حکومت کی جارحیت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تاکہ «اپنے دفاع کا حق» استعمال کرسکے۔

خلاصہ: اسلامی جمہوریہ ایران کے غاصب صہیونی حکومت کے خلاف جرئتمندانہ اقدام نے علاقائی اور مغربی ایشیا کے حالات ایک دم تبدیل کرکے رکھ دیا ہے، اب فوجی مساوات تبدیل ہوچکی ہے، اب اسرائیل اور امریکی فوج کی دفاعی شکست سے خطے کا توازن تبدیل ہوچکا ہے اب یہ خطہ ایک نئے نظام کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ آج خطہ ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے اور آج کے بعد»تل ابیب» خطے پر اثر انداز نہیں ہو گا اور دنیا کے امن پسند ممالک کو چاہیے کہ وہ اس مرحلے کو سراہتے ہوئے عالمی امن کے تئیں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ اس موقع پر تمام بین الاقوامی اداروں خاص کر سائنسی، ثقافتی اور کھیلوں کے میدانوں سے صیہونی حکومت کا عمل دخل ختم کرنے اور ہرمیدان سے ہٹانے کے لیے بین الاقوامی کوششوں کو بڑھانا چاہیے۔ اور فلسطینی بچوں کے قتل عام پر عالمی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ ہونا چاہئے۔ تاکہ اس کے خلاف سخت ترین پابندیاں عائد ہوں۔

صہیونی غاصب حکومت پر ایران کا وار، خطے میں نئے دور کا آغاز

13 اپریل 2024 کو اسلامی جمہوریہ ایران کی سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی نے غاصب صہیونی حکومت پر تاریخی حملے کئے، اس حملے کو وعدہ صادق نام دیا گیا، جس میں ڈرون کروز اور بیلسٹک میزائل استعمال کیے گئے۔ اس مختصر مقالے میں اسرائیل کے خلاف جوابی کارروائی کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تحریر: ڈاکٹرمحمد رضا دہشیری
بین الاقوامی سیاسی امورکے ماہر

13 اپریل کی علی الصبح ایران نے دمشق میں اپنے سفارتخانے پر حملے کے جواب میں اسرائیل پر 300 سے زیادہ میزائل اور خودکش ڈرونز داغے، جسے 'وعدہ صادق' نام دیا گیا تھا، ایران نے اسرائیل پر 185 ڈرونز، 103 بیلسٹک اور 36 کروز میزائلوں سے حملہ کیا۔ ایران نے حملے کو تین حصوں پر مرتب کیا تھا: پہلے خودکش ڈرونز، پھر کروز میزائل اور آخر میں بیلسٹک میزائل۔ یہ حملے ان حملوں کے جواب میں کئے گئے جو غاصب صہیونی اہلکاروں نے یکم اپریل 2024 کو شام کے شہر دمشق میں اسلامی جمہوریہ ایران کے سفارت خانے کی عمارت کو نشانہ بنایا تھا، جس میں متعدد ایرانی فوجی مشیر شامی حکومت کے مہمان تھے شہید ہوگئے تھے۔ یہ ایک حقیقت تھی کہ شام میں ایرانی سفارت خانے کی عمارت پر حملے کا کوئی سفارتی حل نہیں تھا جو صیہونی حکومت کی غلطی کی تلافی کر سکتا۔ ایران کی طرف سے صہیونی حکومت کو سزا دینے کا فیصلہ اس وقت کیا گیا جب سلامتی کونسل امریکی، برطانوی اور فرانسیسی حکومتیں اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہے۔ ان حالات میں بین الاقوامی قوانین کے مطابق ایران کا جواب دینا ناگزیر ہوچکا تھا۔ ایران کے پاس جوابی کارروائی کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ ڈرون اور میزائل آپریشن نے ظاہر کیا کہ اسلامی جمہوریہ ایران، دشمن کے ساتھ عاقلانہ اور خودمختاری کے ساتھ برتاو کرتا ہے، دشمن کو پیغام دیتا ہے کہ ایران کے خلاف کوئی غلطی کی تو اس کا خمیازہ بگتنا پڑے گا۔ ایران کا مقصد دشمن کی طرف سے کسی بھی جارحیت کو روکنا ہے کہ دشمن ایران کی طرف غلط نظر سے دیکھ بھی نہ سکے۔ اسرائیل پر براہ راست حملے کا مقصد اپنی عزم اور ہمت کا مظاہرہ کرنا تھا، ایران کے محدود لیکن پیچیدہ اور کامیاب کارروائی نے صیہونی حکومت کا 76 سالہ غرور کوخاک میں ملادیا۔ ایران جنگ نہیں چاہتا؛ بلکہ پورے خطے میں امن اور سکون چاہتا ہے۔

اگلا حملہ تباہ کن ہوگا

ایران کے اس اقدام نے جنگ کے میدان میں سابقہ صورتحال کو یکسرتبدیل کرکے رکھ دیا؛ کیونکہ ایران نے اپنی سرزمین سے اسرائیل کے خلاف اتنی بڑی کارروائی کرکے سمجھا دیا کہ اگر ایران کے خلاف کوئی سازش کی گئی تو اگلا حملہ اسے کہیں زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہوگا۔ اس حملے سے قبل اسرائیل شاید یہ سمجھ رہا تھا کہ تہران پر حملہ کیا جاسکتا ہے؛ لہذا اسرائیل کو ایک سخت پیغام یہ بھی ہے کہ اگر اس نے مستقبل میں ایران پر یا ایرانی مفادات پر حملہ کیا تو اس کا بھرپور اور تباہ کن جواب دیا جائے گا۔

اسرائیلی فوجی بالادستی کا تصور ختم

1973 کی جنگِ یوم کپور کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ کسی ملک نے اسرائیل پر براہِ راست حملہ کیا ہے، ورنہ اس سے پہلے زیادہ تر حزب اللہ اور حماس یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اس سے اسرائیل کی فوجی بالادستی کا وہ تصور بھی ختم ہو گیا ہے۔غاصب صہیونی حکومت کے خلاف ایرانی جرئتمندانہ کارروائی کے بعد اب اسرائیلی سرحدوں کا پہلے والا استحکام واپس نہیں آئے گا۔

فلسطینی زخموں پر مرہم

اسرائیل کے خلاف ایران کا ردعمل فلسطینی عوام کے زخموں پر مرہم ہے؛ درندہ صفت صہیونی اہلکار گزشتہ کئی مہینوں سے نہتے فلسطینیوں پر بموں کی بارش کی وجہ سے بچوں اور خواتین سمیت 33ہزار سے زائد فلسطینی شہیداور ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہو چکے ہیں۔ ایران نے اسرائیل پر وار کرکے فلسطینی مظلوموں کے دلوں کو سکون پہنچایا ہے۔

فلسطینیوں کا جشن

اسلامی جمہوریہ ایران کے اسرائیل پر میزائل اور ڈرون حملوں پر غزہ کے مظلوم اور نہتے فلسطینی سڑکوں پر نکل آئے غزہ، رفح اور مسجد الاقصیٰ کے باہر لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے جشن منایا، لوگوں نے لبیک یا اقصیٰ کے نعرے لگائے اور خوشی کا اظہار کیا۔ جس کی ویڈیوز بھی سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئیں۔

امریکا کی ایران سے التجا

درحقیقت صیہونی حکومت نے دمشق میں اسلامی جمہوریہ ایران کے سفارت خانے کے قونصلر سیکشن پر حملہ کرکے کشیدگی کو ہوا دی اور جب ایران نے دہشت گرد صہیونی فوج کے خلاف جوابی کارروائی کا اعلان کیا تو امریکا سمیت اسرائیل نواز ملکوں کے ہوش اڑ گئے اور امریکا نے ایران سے متعدد بار التجا کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کے خلاف جوابی کارروائی نہ کرے، امریکا نے مختلف ممالک کے ذریعے بھی ایران تک یہ پیغام پہنچایا؛ لیکن ایران نے منہ توڑ جواب دینے کا فیصلہ کیا؛ تاکہ اسرائیل دوبارہ اس قسم غلطی نہ کرسکے۔

ایران کی وارننگ

اسلامی جہوریہ ایران نے اسرائیل کو منہ توڑ جواب دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے امریکا سمیت اسرائیل کے حامی تمام ممالک کو خبردار کیا اگر کسی ملک کی سرحد سے ایران کے خلاف کارروائی ہوئی تو ایران فوری طور پر جواب دے گا اور خطے میں موجود امریکی فوجی اڈوں کو نشانہ بنایا جائے گا۔ ایران نے اسرائیل کو خبر دار کرتے ہوئے واضح کیا کہ اگر اسرائیل حملے کے جواب میں کوئی کارروائی کرتا ہے تو ایرانی ردِعمل مزید شدید ہو گا۔

ایران کی سیاسی میدان جیت

اسرائیل پر اسلامی جمہوریہ ایران کا میزائل اور ڈرون حملہ عصری جنگوں کی تاریخ میں بے مثال ہے کیونکہ اسلامی جمہوریہ ایران، جوابی کارروائی سے پہلے ہی جیت چکا تھا، ایران سیاسی طور پر امریکا اور اسرائیلی سیاسی دفاعی نظام کو ناکارہ بنا چکا تھا؛ لہذا ایران کے لئے مسلح جوابی کارروائی کا راستہ پہلے سے کہیں زیادہ ہموار ہوچکا تھا۔

حملے کا انوکھا طریقہ

درحقیقت ایران نے ڈرون طیاروں کے ذریعے اسرائیلی دفاعی نظام کو گمراہ کرتےہوئے بیلسٹک اور کروز میزائلوں سے اپنے اہداف کو نشانہ بنایا۔اسرائیل پوری طاقت استعمال کرنے کے باوجود بھی ایرانی، ڈرون طیاروں اور میزائلوں کو روکنے میں ناکام رہا۔

دشمن کا دفاعی نظام ناکارہ ثابت

اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس متعدد میزائل شکن نظام جیسے دی ایرو، ڈیوڈز سلنگ، پیٹریاٹ، آئرن بیم اور آئرن ڈوم موجود ہیں جو اسرائیل نے اربوں ڈالر لگا کر نصب کیا ہے۔ اسرائیلی دعوے کے مطابق یہ نظام ریڈار کی مدد سے اس کی جانب داغے گئے راکٹس کو ٹریک کرتا ہے اور ان کو روکنے کے لیے 'انٹرسیپٹ' کرنے والے میزائل داغتا ہے؛ لیکن یہ نظام ایرانی ڈرون اور میزائل روکنے میں بری طرح ناکام ہوا۔ اس کے علاوہ امریکا،برطانیہ، فرانس، اردن اور عراقی کردستان کے دفاعی نظام، بھی بری طرح ناکام ہوگئے جو ایرانی میزائل اور ڈرون روکنے کی کوشش کرتے رہے؛ جبکہ ایرانی میزائل اور ڈرونز ان دفاعی حلقوں سے گزر کر اسرائیل میں اپنے اہداف تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اور نواتیم ایئر بیس اور گولان کی پہاڑیوں میں قائم برمون سگنل بیس کو نقصان پہنچایا؛ جیسے کہ خود اسرائیل بھی اعتراف کرچکا ہے۔ واضح رہے کہ نواتیم ایئر بیس پر حملہ اسرائیل کے اہم فضائی اڈوں میں سے ایک پر حملہ تصور کیا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ اسرائیل کے اہم دیمونا جوہری مرکز سے صرف 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور اس حملے کو ایران کی جانب سے ایک دھمکی آمیز پیغام سمجھا جا سکتا ہے۔

عالمی تجزیہ کاروں کی رائے

دوحہ انسٹیٹیوٹ میں سکیورٹی اور عسکری تحقیقات کے پروفیسر عمرآشور سمیت چند دیگر عسکری امور کے تجزیہ کار، ایران کے حملے کو عسکری اور انٹیلیجنس دونوں لحاظ سے اہم قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایران کا اسرائیل پر حملہ یہ ظاہر کرتا ہے ایران نے اسرائیل کے شمال اور مغرب کو نشانہ بناکر یہ پیغام دیا ہے کہ ایران، اسرائیل کے کسی بھی اہم مرکز کو آسانی سے نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ ایران کے حملے میں اسرائیلی فوج کے زیر استعمال نواتیم ائربیس کو نشانہ بنایا گیا جو سیٹلائٹ کی مدد سے حاصل کردہ تصاویر میں اس میں تبدیلیاں واضح ہیں۔ اسرائیل نے بھی اس اڈے کو نقصان پہنچنے کی تصدیق کی ہے۔ واضح رہے کہ نواتیم ائربیس کو اسرائیلی طاقت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ نواتیم اسرائیلی ایف 35 سٹیلتھ لڑاکا طیاروں کا اڈہ ہے، جہاں سے دمشق میں ایرانی قونصل خانے کی عمارت پر حملہ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ رامون دیموناحرمون نامی اڈے بھی

نشانہ بنے، یہ واقعہ گزشتہ سات دہائیوں میں بے مثال ہے۔

ایران نے جدید ہتھیاراستعمال نہیں کیا

اسلامی جمہوریہ ایران نے اسرائیل کے خلاف کارروائی میں جدید میزائلوں اور ڈرونز جیسے ہائپر سونک میزائل کا استعمال ہی نہیں کیا۔ اس کے باوجود ایرانی میزائل اسرائیل دفاعی نظام کو چیرتے ہوئے اپنے اہداف تک پہنچ گئے۔ یہ ایران کے لیے معلومات اکٹھا کرنے کا بہت مفید آپریشن تھا۔ اس آپریشن سے اسرائیل کے دفاعی نظام اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ایران کی معلومات میں اضافہ ہوا۔ ساتھ ہی مذکورہ آپریشن نے ظاہر کیا کہ دنیا کا بہترین جاسوس ریڈار جو دنیا کے جدید ترین اینٹی میزائل ڈیفنس کے ساتھ کام کرتا ہے، ایران کی ڈرون اور میزائل کارروائیوں کے سامنے بے بس ہے۔ اسرائیل پر ایران کے براہ راست حملے نے امریکہ، فرانس، انگلینڈ (نیٹو) اور اردن کی حمایت کی چھتری تلے اسرائیل کی دفاعی طاقت کے خلاف ایرانی اسلحلے کی طاقت اور کامیابی کو ظاہر کیا۔ اس طرح اسلامی جمہوریہ ایران کے حملے نے اسرائیل کی جانب سے امریکی دفاعی نظام پر بھروسے کے حد کو بھی ظاہر کردیا اور دنیا پر واضح ہوگیا کہ اسرائیلی دفاعی نظام کتنا کمزور ہے۔

خطے کے ممالک کو حملے کی اطلاع

ایران نے حملے سے قبل خطے کے ممالک کو اطلاع دی تھی، کارروائی سے 72 گھنٹے قبل سفارتی سطح پر خطے کے ممالک کو آگاہ کرنا اسلامی جمہوریہ ایران کے ذمہ دارانہ ردعمل اور تحمل کی تصدیق کرتا ہے۔

اقتصادی اور شہری آبادی کو نشانہ نہ بنانا

اسرائیلی سیکورٹی اور فوجی مراکز پر توجہ مرکوز کرکے اقتصادی مراکز یا شہری انفراسٹرکچر کو نشانہ نہ بنانا، اس آپریشن کی سیاسی بصیرت کا ایک اور ثبوت ہے۔

ایران کی محبوبیت میں اضافہ

13 اپریل کے کامیاب فوجی آپریشن نے فلسطین کے لیے مضبوط عزم اور حمایت کے ساتھ ساتھ مغربی ایشیائی خطے کی رائے عامہ میں ایران کی مقبولیت میں اضافہ کیا ہے۔ اس آپریشن کے بعد فلسطینیوں اور عرب مسلم کمیونٹیز میں اسلامی جمہوریہ ایران کی حمایت میں اضافہ ہوا ہے۔

سیاسی زندگی کا نیا دور

ایران کے ردعمل نے مشرق وسطیٰ میں کھیل کے نئے اصولوں کا تعین کیا ہے۔ اسرائیل پر براہ راست حملوں سے ایران نے نئی سیاسی اور سیکورٹی ساکھ حاصل کی ہے اور اپنی سیاسی زندگی کے ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے۔ اب نہ صرف علاقائی ممالک؛ بلکہ غیر علاقائی ممالک بھی خطے اور بین الاقوامی امور میں ایران کے کردار کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہوئے نئے حساب کتاب کریں گے۔

امام خمینی کی نگاہ میں خواتین کے انفرادی، خاندانی اور سماجی کردار

تحریر: فاطمہ ابراهیمی ورکیانی[1]

عصرحاضر کا انسان مختلف قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہے خاص کر ہمارے معاشرے کی نئی نسل روز بروز ذہنی تناو اور عدم برداشت کا شکار ہوتی جارہی ہے، ان کی زندگی کے مختلف مراحل میں انحراف اور لغزشیں دکھائی دیتی ہیں؛ کیوں؟ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ انسان کی فردی اور معاشرتی تربیت اور تہذیب کے عروج و زوال میں خواتین کا کیا کردار ہے؟

خواتیـن کـے حقـوق اور ان کـی ذمـہ داریـاں، اللـہ تعالـی کـی جانـب سـے دئـے گئـے ان تیـن فطـری صلاحیتـوں کـے مطابـق ہیـں جـو اللـہ تعالـیٰ نـے ان کـے ذاتـی، خاندانـی اور سـماجی شـعبوں میـں جمـع کـی ہیـں اور اسـی بنیـاد پـر خواتیـن کـے تیـن قسـم کـے انفـرادی، خاندانـی اور سـماجی کـردار ہیـں۔
امـام خمینـی نـے ایـک دینـی رہنـما، مفکـر اور دانشـور کـی حیثیـت سـے ہمیشـہ اپنـی گفتگـو اور تقریـروں میـں ان تینـوں شـعبوں پـر توجـہ دی ہـے۔ آپ نـے حضـرت زہـرا (س)، حـضرت خدیجـہ (س)، حـضرت زینـب (س) اور حـضرت مریـم (س) جیسـی عظیـم خواتیـن کـی مثالیـں پیـش کرتـے ہوئـے معـاشرے اور خانـدان میـں خواتیـن کـے انفـرادی، خاندانـی اور سـماجی کـردار کـو واضـح کیـا ہـے۔

امام خمینی خواتین کے متعلق دین مبین اسلام اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے کردار کے حوالے سے سفارشات اور زمانہ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:اسلام سے پہلے لڑکیوں کو زندہ زندہ دفن کرکے ان کو حق زندگی سے ہی محروم کردیا جاتا تھا، پیغمبراکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج کو ختم کرکے عورت کی زندگی بچائی، تاریخ اسلام گواہ ہے کہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زہرائے مرضیہ سلام اللہ علیہا کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے؛ تاکہ لوگوں کو بتا سکے کہ اسلام میں خواتین کا کیا مقام ہے، اگرخاتون مرد سے افضل نہ ہوتو مرد سے کمتربھی نہیں ہے۔ امام خمینی نے حضرت زہرائے مرضیہ سلام اللہ علیہا کے یوم ولادت کو یوم حیات زن کے عنوان سے منانے کی تاکید فرمائی[2]۔

امام خمینی فرماتے ہیں کہ اسلام میں خواتین کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے؛ جیسے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں حضرت مریم کے مقام و مرتبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے:«وَ إِذْ قالَتِ الْمَلائِكَةُ یا مَرْیَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفاكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفاكِ عَلى‏ نِساءِ الْعالَمینَ؛ اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا: اے مریم!بیشک اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے اور تمہیں پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں دنیا کی تمام عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے»۔ دوسری آیت میں ارشادہے: «ذلِكَ مِنْ أَنْباءِ الْغَیْبِ نُوحیهِ إِلَیْكَ وَ ما كُنْتَ لَدَیْهِمْ إِذْ یُلْقُونَ أَقْلامَهُمْ أَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ وَ ما كُنْتَ لَدَیْهِمْ إِذْ یَخْتَصِمُونَ؛ یہ غیب کی خبریں ہم آپ کو وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں اور آپ تو ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی سرپرستی کرے اور نہ ہی آپ ان کے پاس (اس وقت) موجود تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے[3]»۔ امام خمینی فرماتے ہیں ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، مرد اور عورت دونوں کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اللہ کے مقرب بندے بن کر کمال کے منازل طے کریں۔

حضرت زہرائے مرضیہ اسوہ حسنہ

امام خمینی خواتین کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: «اللہ کی جانب سے برگزیدہ خواتین کا راستہ منتخب کریں اور اسے جاری رکھیں اور اعلیٰ اسلامی مقاصد تک پہنچیں۔ امام خمینی حضرت زہرائے مرضیہ سلام اللہ علیہا کی ذات کو تمام خواتین کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے فرماتےہیں: حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ایک ایسا نمونہ ہے جس میں عورت کا سارا وقار اور عورت کا تمام کردار سما گیا ہے؛ یعنی اللہ کی پسندیدہ تمام خوبیاں؛ روحانیت، ملکوتی جلوے اور انسانیت حضرت زہرائے مرضیہ سلام اللہ علیہا کی ذات میں جمع ہیں۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ہرلحاظ سے ایک کامل انسان تھیں۔ امام خمینی فرماتے ہیں تمام خواتین حضرت زہرائے مرضیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کمال کے منازل طے کرسکتی ہیں، اسلام بھی یہی چاہتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کمال کے منازل طے کریں[4]»۔

سیاسی اور سماجی سرگرمیاں

امام خمینی خواتین کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، خواتین اپنی تقدیر کا خود فیصلہ کرسکتی ہیں سیاسی امور میں مداخلت کا حق رکھتی ہیں؛ بلکہ یہ ان کی شرعی ذمہ داری ہے۔[5]. « اسلامی احکام کی پاسداری کرتے ہوئے خواتین کو سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں مردوں کے شانہ بشانہ ہونا چاہیے، آج خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنے سماجی اور مذہبی فرائض کو پورا کریں، عفت اور حیا کا خیال رکھتے ہوئے سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیں[6]»۔ «عورت کو چاہئے کہ اپنی قسمت بدلنے میں کردار ادا کرے» امام خمینی نے خواتین کی سیاسی اور سماجی میدان میں موجودگی پر تاکید کی ہے، یہی وجہ ہے امام خمینی کے دور میں سیاسی مذاکرات کے لئے بیگم حریرچی کا انتخاب کیاگیا وہ سوویت یونین جانے والے مذاکراتی وفد میں شامل تھی۔امام خمینی فرماتے ہیں کہ «اگر انسان ساز خواتین کو معاشرے سے الگ کردیا جائے تو معاشرہ پستی اور انحطاط کا شکار ہوجائےگا[11]7.»۔ جیسے کہ آج کے دور میں یہ بات واضح ہے کہ جن معاشروں میں خواتین کا کردار نہیں ہے وہ معاشرہ پستی کا شکار ہے، جب انسان سازی کے میدان میں خواتین کے کردار کو نظر انداز کیا جاتا ہے او خواتین کو انسانی کمال کی راہ سے ہٹا کر کسی پست اور کم درجے کے راہ پر رکھنے کی کوشش کرنے والی قومیں نہ صرف کبھی ترقی نہیں کرسکتی ہیں؛ بلکہ شکست سے دوچار ہوجاتی ہیں؛ کیونکہ خواتین ہی عزت دار مردوں اور عزت دار خواتین کی پرورش کرتی ہیں؛ پس جس قوم میں عزت دار مرد اور عزت دار عورت نہ ہو وہ قوم بہت جلد نابود ہوجاتی ہے[8]۔

خاندان کی اہمیت

امام راحل کے نقطہ نظر سے خاندان انسانی تعلیم و تربیت کا پہلا اور اہم ترین درسگاہ ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے انسانی جذبات ابھرتے ہیں؛ لہذا یہ معاشرے

کا بنیادی رکن اور ستون ہے۔ بچوں کی تربیت تب بہتر ہوتی ہے کہ جب عورت اللہ تعالی کی جانب سے تمام انسانوں کو یکساں قرار دیئے جانے والے علمی، روحانی اور اخلاقی کمالات سیکھ لے، جب خاندانی ماحول نہایت اچھا اور پاکیزہ ہوگا تو پورا معاشرہ خود بخود ترقی کرے گا۔

امام خمینی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ماں کی گود ہی سب سے بڑا درسگاہ ہے، جہاں بچے کی پرورش اور تربیت ہوتی ہے۔ بچہ ماں سے جو کچھ سنتا ہے وہ اس سے مختلف ہوتا ہے جو وہ استاد سے سنتا ہے۔ ماں بچے کی تربیت باپ اور استاد سے کہیں گنا بہتر کرسکتی ہے»۔

معاشرے کی خرابیوں کی جڑ، تربیت کا فقدان

امام خمینی معاشرے کے مسائل، مشکلات اور خرابیوں کی بنیادی وجہ بچے کی ماں سے علیحدگی قرار دیتے ہوتے فرماتے ہیں: وہ بچہ زیادہ تر جرائم اور سماجی بدعنوانیوں کا شکار ہوتا ہے جو ماں اور اس کی محبت سے محروم رہا ہو۔ امام خمینی مزیدفرماتے ہیں: وہ بچے جو اپنی ماں سے بچھڑ جاتے ہیں اور جن بچوں نے اپنی ماں کی محبت نہیں دیکھی، پیچیدہ،گہرے دکھی اور سخت دل ہو جاتے ہیں اور یہی معاشرے میں پیدا ہونے والی تمام یا زیادہ تر خرابیوں کی بنیاد ہے، ایسے ہی بچے بڑے ہوکر چوریوں اور خیانتکاریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے خوبصورت اور فکر انگیز تشریحات میں سے ایک یہ ہے کہ امام خواتین کو انسانی خواہشات کی تکمیل کا مظہر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: «مرد عورت کی گود سے ہی معراج پر جاتا ہے، عورت مردوں اور عورتوں کی تربیت گاہ ہے[9]»۔ عورت اس کائنات کی وہ بہترین مخلوق ہے جس کے وجود کے بغیر معاشرہ ناقص اور عیب دار ہے جس کی وجہ سے کائنات کا حسن، دلکشی اور رنگینیت برقرار ہے۔علّامہ اقبال کہتے ہیں:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

امام خمینی فرماتے ہیں: «اسلامی نقطہ نظر سے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور حساس ہے، اسلام نے خواتین کو اتنی اہمیت دی ہے کہ وہ معاشرے میں اپنا انسانی مقام دوبارہ حاصل کرسکیں اور صرف ایک موجود ہونے سے باہرنکلیں، خواتین اسلامی قوانین کی رعایت کرتے ہوئے اسلامی حکومت کے مختلف عہدوں پر فائز ہوسکتی ہیں[10].» امام خمینی فرماتے ہیں کہ اسلامی نظام میں عورت بحیثیت انسان اسلامی معاشرے کی تعمیر وترقی میں مردوں کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتی ہے، عورت خود کو صرف ایک موجود فرض نہ کرے، نہ اسے خود کو اس حد تک نیچا دکھانے کا حق حاصل ہے اور نہ ہی مردوں کو ایسا سوچنے کا حق ہے[11]»۔

لیکن بدقسمتی سے جدید دور خاص کر نام نہاد ترقی یافتہ ممالک میں خواتین کو ان کی حقیقی حیثیت اور ان کے وقار کے مطابق حقوق دینے کے بجائے آزادی اور حقوق نسواں کے دفاع کے نام پر ظلم اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

فعال خواتین پر فخر

امام خمینی، خاندانی اور معاشرتی مسائل اور مشکلات کے حل اور خاص کر قرآنی اور اسلامی مقاصد کو آگے بڑھانےکےلئے کوشش کرنے والی خواتین پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجھے ان خواتین پر فخر ہے جو معاشرے میں ثقافتی، اقتصادی اور عسکری میدانوں میں حاضر ہیں اور فعال کردار ادا کر رہی ہیں، مردوں کے شانہ بشانہ یا ان سے بھی بہتر طریقے سے کام کرتی ہیں[12]۔ واقعی امام خمینی کا عقیدہ، فکر اور عمل منفرد اور بے بدیل ہے۔

خواتین اور خاندانی طرز زندگی کے بارےمیں امام خمینی کے نظریات اور تشریحات نہایت اہم ہیں خاص طور پرخواتین کی تعلیم اور تربیت کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے باربار تذکر دیتے رہے ہیں۔

الحمدللہ، امام خمینی کے بعد، حضرت آیت اللہ خامنہ‌ای نے اسلامی جمہوریہ ایران کی قیادت سنبھالی ہے انہوں نے امام خمینی کے اسلامی تعلیمات پر مبنی صحیح طرز فکر کو جاری رکھتے ہوئے، ہمیشہ خواتین اور خاندانی مسائل پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ہم اپنے آیندہ مقالے میں آیت اللہ خامنہ ای کی نگاہ میں خواتین کے حقوق اور مقام پر روشنی ڈالیں گے۔

1۔ الزہرا یونیورسٹی کے شبعہ تحقیقات کی رکن
2۔ شمسی سال/(۰۶۳۱/۲۰/۴۰)
3 .آلعمران/24و44.
4 ۔ شمسی سال/ ۷۵۳۱/۸۰/۸۱
5 ۔ شمسی سال / ۷۵۳۱/۸۰/۱۲
6 ۔ ۹۲شمسی سال/ /۶۶۳۱/۲۰
7 ۔ شمسی سال/۷۵۳۱/۲۱/۳۱
8 ۔ شمسی سال ۹۵۳۱/۲۰/۵۲
9 ۔ شمسی سال/ ۲۰/۷۲/ ۷۵۳۱
10 ۔ شمسی سال/ ۷۵۳۱/۸۰/۹۱
11 ۔شمسی سال/ ۷۵۳۱/۸۰/۸۱
12 ۔ شمسی سال/ 86/3/51

امام خمینیؒ دنیا کی مشہور شخصیات اور دانشوروں کی نگاہ میں

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ بےمثال اور ممتاز خصوصیات کے مالک تھے، آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پرجتنا غورکرتے ہیں آپ کی شخصیت اور بھی نمایاں اور بےمثال دکھائی دیتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی برجستہ ترین شخصیات اور ایسے دانشورجن کا انقلاب اسلامی سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں رہا؛ پھر بھی وہ امام خمینیؒ کی عظمت اور کمالات کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اُنہیں اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

ہندوستان کے عظیم لیڈر اندرا گاندھی کے بیٹے راجیو گاندھی:

آیت اللہ خمینیؒ ایک عظیم شخصیت تھے، جنہوں نے اپنے ایمان اورعقیدے سے بادشاہی نظام کو سرنگوں کرکے انقلاب اسلامی کو کامیابی سے ہمکنار کیا، جب وہ انتقال کرگئے تو دنیا ایک عظیم لیڈر سے محروم ہوگئی۔

افریقا کے سابق صدرنیلسن منڈیلا:

امام خمینیؒ ایسی قائدانہ صلاحیتوں کے حامل تھے، کہ خالی ہاتھوں سے اسلامی انقلاب کو کامیاب بنایا۔ وہ عالم اسلام کے عظیم فرزند تھے، عالم اسلام کی موجودہ اور آئندہ نسل کو درست راہ دکھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

پاکستان کی سابق وزیرا عظم بے نظیر بھٹو:

دنیا میں امام خمینیؒ جیسے رہبر صدیوں میں ایک دفعہ پیدا ہوتے ہیں۔

امریکی سیاسی امور کے ماہر، ہنری کیسینجر:

آیت اللہ خمینیؒ کی سنجیدہ تدبیروں کی وجہ سے مغربی ممالک کو مشکلات کا سامنا ہے، ان کی سوچ اور پلاننگ اس طرح کی ہوتی تھی کہ ہر طرح کا سیاستدان اور مفکر اس کے سامنے بے بس ہوتا تھا۔ وہ دنیا میں رائج رویوں سے ہٹ کر دوسرے رویوں کی بات کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے، ایسا لگتا تھا کہ ان پر الہام ہو رہا ہو، مغرب سے امام خمینیؒ کی دشمنی الہی تعلیمات کا ما حصل تھیں۔ وہ اپنی دشمنی میں بھی خلوص نیت رکھتے تھے۔

پاپ جان پال دوم:

میں ہمیشہ تمہاری اور تمہارے رہبر(امام خمینیؒ) کے حق میں دعا کرتا ہوں، امام خمینیؒ نے جو کام اپنے ملک سمیت دنیا کے مختلف علاقوں میں انجام دیا ہے اس بارے میں اظہار نظر نہایت احترام اور گہری سنجیدگی سے کرنا چاہیے۔

افغان رہنما برہان الدین ربانی:

امام خمینیؒ نے کیپٹلزم اور کمیونزم کو رد کردیا اور ان کی نظر میں بشریت کی نجات کا واحد راستہ اسلام کی اعلی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ وہ مشرقی اور مغربی ظالموں کے خلاف شدت سے ڈٹے رہے اور ہر طرح کے فساد اور سازش کے ساتھ پنجہ آزمائی کی، وہ موجودہ دورمیں جہان اسلام کی عظیم شخصیت ہیں۔

روسی مولف میخائیل لمشف:

امام خمینیؒ کی فکر نے پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اسلامی انقلاب، روس اور فرانس کے مادی انقلاب سے یکسرمختلف ہے۔ امام خمینیؒ نے امریکا اور اسرائیل کی بدمعاشی کو ثابت کرکے ان سے مقابلہ کیا۔

سابق سوویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف:

امام خمینیؒ زمانے سے آگے کا سوچتے تھے اور وہ کسی مکان میں سما نہیں سکتے۔ وہ دنیا میں عظیم آثار قائم کرنے میں کامیاب رہے۔

الجزائر کے سابق صدر بن بلا:

عرب ممالک کو یہ احسان ماننا چاہیے کہ بیسیویں صدی میں اسلام، ایران کے اسلامی انقلاب اور امام خمینیؒ کی وجہ سے زندہ ہوا۔ یہ ایسا انقلاب ہے جو مغربی دنیا کو تہس نہس کردےگا اور دنیا میں موجود بہت سے نظام جلد یا بدیر نابود ہوجائیں گے؛ کیونکہ امام خمینیؒ کی تحریک کی آواز دنیائے اسلام کے دورترین علاقوں تک پہنچ چکی ہے۔

الجزایر کے دانشور اور مفکر، سید صدر الدین:

امام خمینیؒ ایک فوق العادہ شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اللہ تعالی کی جانب سے بشیرت کے لئے ایک تحفہ تھا۔

فلسطینی رہنما، احمد جبرئیل:

اسلامی انقلاب کے بانی نے اسلام کو تنزلی سے نجات دی۔ امام خمینیؒ عالم اسلام کے مسلمانوں کو نیند سے بیدار کرکے ایک نئی زندگی دینے میں کامیاب رہے۔

کولمبیایی مولف حولیان زاپاتا:

بیسویں صدی میں تین افراد دنیا میں رونما ہوئے اور سیاستدانوں کی توجہ کا مرکز بنیں:ایک گاندھی، دوسرے یحیی (ویٹیکن کے رہنما) اور تیسرے حضرت امام خمینیؒ۔ ان تینوں میں سے امام خمینیؒ کی شخصیت زیادہ اثر گزار تھی۔

مشہورمصری مولف محمد حسین ہیکل:

امام خمینیؒ ایک ایسے عظیم انسان تھے جو کسی دوسری دنیا سے آئے تھے۔

شہر خمین کے دلفریب سیاحتی مقامات

یوں تو اسلامی جمہوریہ ایران کا ہرگوشہ قدرت کا حسین شاہکار اور خوبصورتی کا ایک نمونہ ہے، جغرافیائی محل وقوع، تفریح گاہوں، قدرتی مناظر، زیارت گاہوں اور عظیم تہذیب کی وجہ سے دنیا بھر کے ذی شعور انسانوں کی توجہ کو اپنی طرف جلب کرتا ہے۔ قدرتی مناظر دیکھنے کے شوقین سیاحوں میں پاکستانیوں اور ہندوستانیوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہے جو ہمیشہ بیرون ملک جانے کی بات کرتے ہیں اور لاکھوں خرچ کرکے یورپی ممالک کا رخ کرتے ہیں۔ شاید انہیں، نہیں معلوم کہ اسلامی جمہوریہ ایران کتنا خوبصورت ہے۔

ایران کے تمام سیاحتی مقامات پر روشنی ڈالنا ممکن نہیں ہے، امام خمینی کی برسی کی مناسبت سے ان کے آبائی شہرخمین کے سیاحتی مقامات کا مختصرتعارف پیش خدمت ہے۔

خمین شہر دارالحکومت تہران سے 330 کلومیٹرکے فاصلے پرواقع ہے اور اس کا شمار اسلامی جمہوریہ ایران کے خوبصورت شہروں میں ہوتا ہے، جو سرحدی صوبے اراک میں واقع ہے۔ خمین، ساوہ اور اراک کے بعد اس صوبے کا سب سے اہم شہر سمجھا جاتا ہے۔ خمین میں ایک پراسرار خوبصورتی چھپی ہوئی ہے، یہاں زیرزمین ایک شہرآباد ہے، خمین کو قدیم قلعوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ اگر آپ اس خوبصورت شہر کا سفر کریں گے تو آپ کو گھونسلے، عجیب و غریب اور پرکشش گزرگاہیں نظر آئیں گی، جنہیں دیکھ کر آپ حیران رہ جائیں گے۔

شہرخمین کے چند اہم ترین تاریخی اور سیاحتی مقامات

امام خمینیؒ کی جائے پیدائش

امام خمینی کے والد کا گھر175 سال پرانا ہے اورخمین شہر کے سیاحتی مقامات میں سے ایک ہے۔ یہ مکان نہرخمین کے شمال میں واقع ہے اور اسے قاجار دور کی یادگار سمجھا جاتا ہے۔ ایران سمیت دنیا بھرسے سالانہ سیاحوں کی ایک بڑی تعداد امام خمینیؒ کی جائے پیدائش دیکھنے آتی ہے۔

خمین کا جنگلی پارک

خمین کے سب سے خوبصورت سیاحتی مقامات میں سے ایک جنگلی پارک اور بوجہ نامی پہاڑہے، جسے بوجہ سلطان پہاڑ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ شہرکے مشہور سیاحتی مقامات میں سے ایک ہے۔ یہ علاقہ گرمیوں کے موسم میں بہت خوبصورت ہوتا ہے، یہاں قسم قسم کے پودے اور جڑی بوٹیاں اگتی ہیں۔ یہاں الٹے ہوئے ٹیولپس کا ایک خوابیدہ منظر نظر آتا ہے جو آپ نے کہیں اور نہیں دیکھا ہوگا، ایسا لگتا ہے کہ موسم بہار کی رسیلی ہوا ہر سو گلاب اور ٹیولپس کھلا رہی ہو۔

خمین کا میوزیم

یہ میوزیم سالار محتشم قلعہ کے اندر ہی ہے، جس میں انسانی تاریخ کے متعلق مختلف چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔

خان آباد جھیل

خمین کا خان آباد جھیل سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے جو شہر سے 27 کلومیٹر دور واقع ہے۔ یہ جھیل خطے کے اہم ترین تفریحی علاقوں میں سے ایک ہے جو سیاحوں اور مسافروں میں بہت مقبول ہے۔ اس جھیل کے ارد گرد کے باغات، کشتی رانی کے امکانات اورسہولیات نے اس جھیل کی مقبولیت میں اضافہ کردیا ہے۔

مشیجان تاریخی قلعہ

اگر آپ خمین کے تاریخی پرکشش مقامات کی سیرکرنا چاہتے ہیں تو مشیجان تاریخی قلعہ جانا مت بھولیں۔ یہ قلعہ خمین شہرسے صرف 5 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ یہ شاندار قلعہ گاؤں کے اندر ایک پرانے باغ میں واقع ہے اور قاجار دور کی باقیات میں سے ہے۔

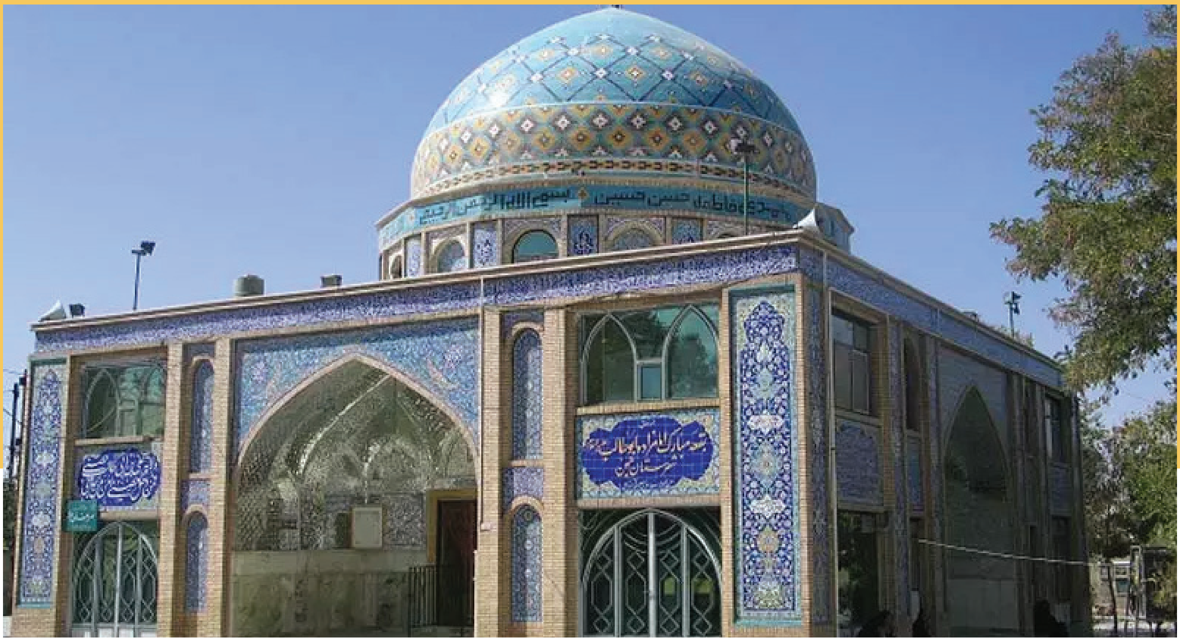

امام زادہ ابو طالب کا مزار

یہ صفوی دور کی ایک شاندار اور تاریخی عمارت ہے، اہل خمین «شہزادہ ابو طالب» کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس مقبرے کی عمارت میں برآمدہ، گنبد اور صحن شامل ہیں۔

امام زادہ اسماعیل

امام زادہ اسماعیل کا مزار خمین شہر سے 10 کلومیٹر شمال مغرب میں یوجان گاؤں میں واقع ہے جو چوکور شکل میں بنایا گیا ہے۔

گره خان آباد غار

کوہ گرہ خان آباد کا غار خمین سے «شازند» جانے والی سڑک پر واقع ہے اور اسے ایران کی گہری قدرتی غاروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس غار کی سیر کے لیے تکنیکی اور پیشہ ورانہ اوزار کی ضرورت ہوتی ہے۔

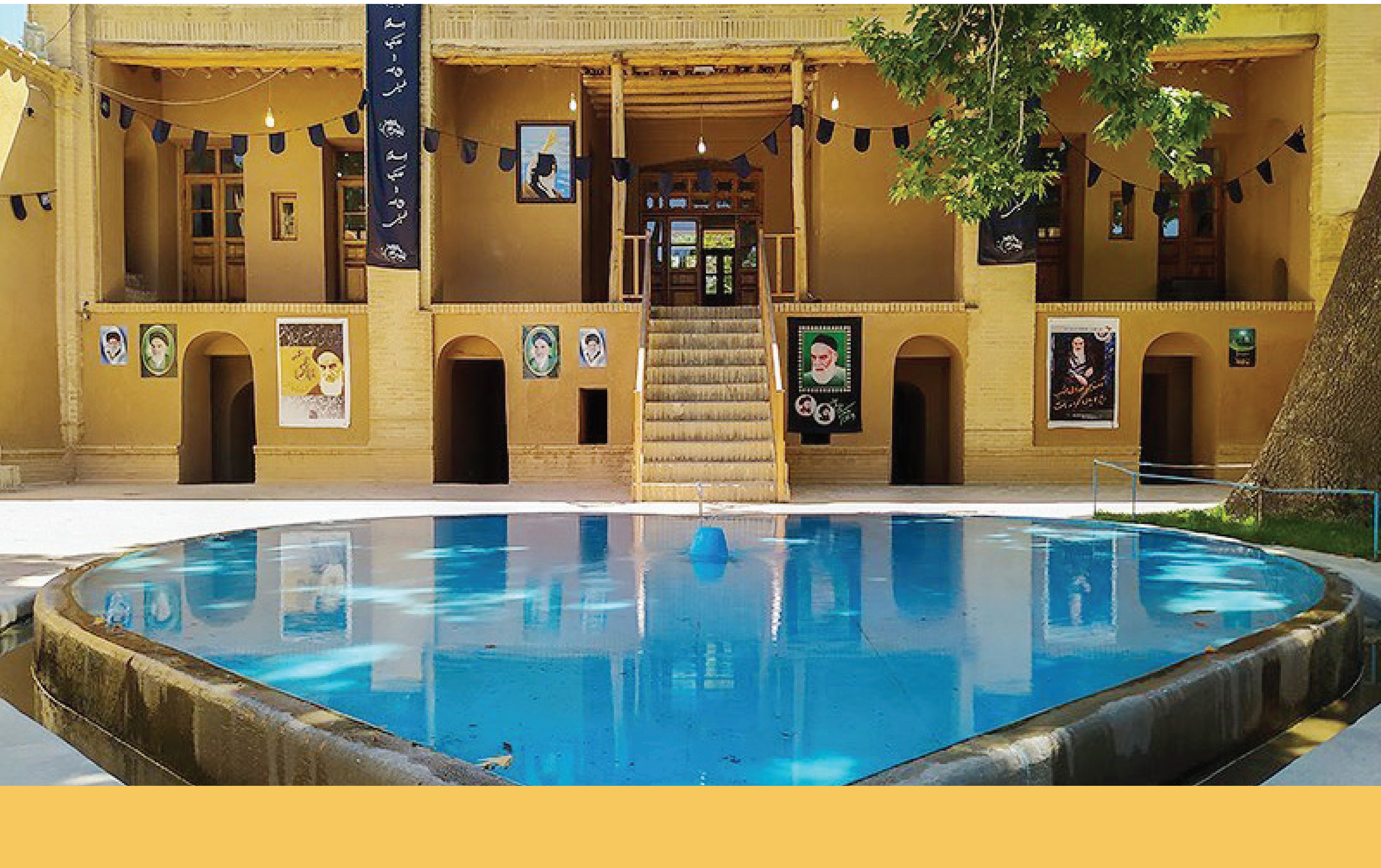

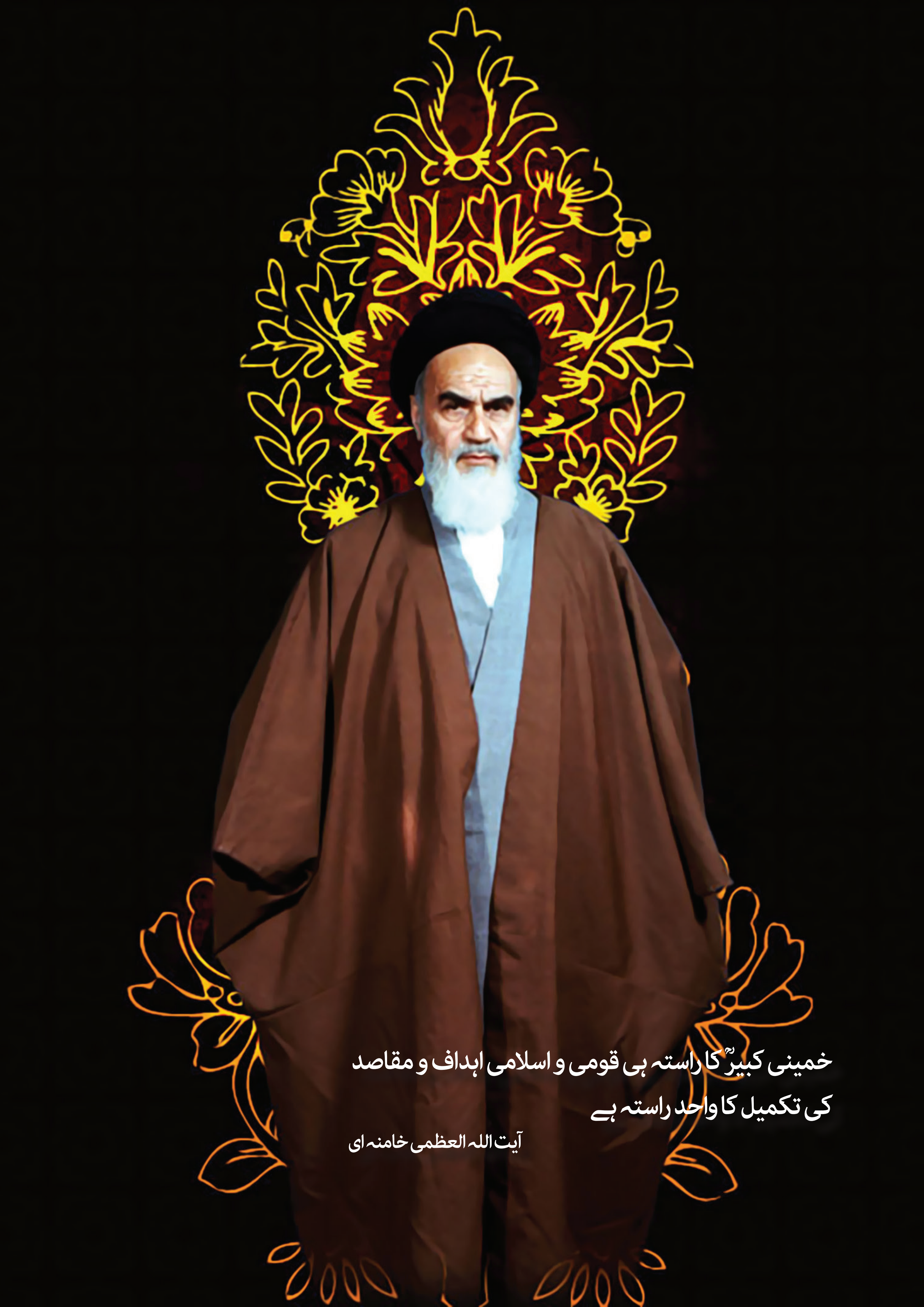
خمینی کبیرؒ کا راستہ ہی قومی و اسلامی اہداف و مقاصد
کی تکمیل کا واحد راستہ ہے
آیت اللہ العظمی خامنہ ای